قَالَ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى

فرمایا اللہ تبارک و تعالیٰ نے

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

(اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پھیرا کیجئے منہ مسجد حرام کعبہ شریف کی طرف کیجیے اور تم لوگ (اے مسلمان) جہاں کہیں بھی ہو پھیر لو منہ اسی کی طرف

الحمد للہ کہ درین زمان فرخندہ آوان رسالہ رائعہ عجالہ نافعہ
مزین بہ تنقیح و توثیق مسمی بہ

سمتِ قبلہ

مشتمبر ارشادِ گرامی فتوی سامی حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی حاجی حافظ قاری
شاہ محمد اشرف علی صاحب حنفی چشتی صابری تھانوی دامہ اللہ القوی رسالہ تنقیح المقال
فی تصحیح الاستقبال مولفہ جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب مفتی دار العلوم دیوبند مسند و مصدقہ جملہ
علمائے کرام و مفتیان عظام دام اللہ برکاتہم و فیوضہم الی یوم القیام بابت تحقیق سمت قبلہ بلاد بالخصوص
جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی (اودھ) بتوجہ عنایت مخزن خیر و برکات منبع جود و کرم مظہر فیض اتم عالیجناب
معلی القاب آنریبل سر محمد اعجاز رسول خانصاحب بہادر المخاطب کے۔ ٹی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای
سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ ایل۔ اے۔ فرمانروائے ریاست جہانگیر آباد دام اقبالہ و اجلالہ بسعی و ترتیب
موصوف باوصاف گرامی جناب سید مقبول حسین صاحب وصل بلگرامی حفظہ اللہ الحافظ الحامی

باہتمام سید توسل حسین مہتمم

کریمی نائیٹڈ انڈیا پریس واقع لکھنؤ طبع شد

تنبیہات ضروریہ

متعلق دوامی اسلامی جنتری

منظر کردہ و پسند فرمودہ حضرت حکیم الامۃ مجدد الملۃ مولانا مولوی حاجی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مظلہم العالی

حامدًا و مصلیًا

(۱) سول کے لئے تلخیص ہے اُس جنتری کا جس کو مولانا سید علی صاحب زینبی نے اسلامی اوقات معلوم کرنے کے لئے خاص لکھنؤ کیلئے بنایا ہے، دیگر مقامات کیلئے ایک فہرست اور ہر مقام کے سامنے تفاوت کے منٹ دیدئے گئے ہیں جو لکھنؤ کے وقت پر اضافہ یا اُس سے منہا کئے جائیں گے، دوسرے مقامات کیلئے اصل تو یہی ہے کہ وہاں کے حساب پر جنتری علیحدہ بنائی جائے مگر اس فہرست سے بھی تقریبی وقت اُن مقامات کا معلوم ہو سکتا ہے۔

(۲) جنتری میں وقت ریلوے کا دیا گیا ہے۔ جو صاحب اس جنتری پر عمل کرنا چاہیں وہ بہت صحیح رفتار کی گھڑی اپنے پاس رکھیں، اور اُس کو روزانہ ریل کے وقت سے ملا لیا کریں، ہر تار گھر میں ۴ بجے شام کو وقت صحیح کیا جاتا ہے وہ وقت گھڑی ملانے کے لیے زیادہ مناسب ہے۔

(۳) ہر خانے میں اوپر کا عدد گھنٹے کا اور نیچے منٹ کا ہے۔

(۴) سحری اور تہجد احتیاطاً طلوع صبح صادق سے دس یا پندرہ منٹ پہلے ختم کر دی جائے۔

(۵) ظہر کا انتہائی وقت امام صاحب کے نزدیک دو مثل اور صاحبین کے نزدیک ایک مثل ہے۔ اسی طرح عشاء کا وقت امام صاحب کے نزدیک غروب شفق ابیض کے بعد ہے۔ احتیاط اس میں ہے کہ ظہر کی نماز ایک مثل تک پڑھ لی جائے اور عصر کی نماز دو مثل پر اور عشاء کی نماز غروب شفق ابیض کے بعد پڑھی جاوے۔

جمیل احمد تھانوی غفرلہ

دوامی اسلامی جنتری

تاریخ وماہ	صبح صادق	طلوع آفتاب	ضحوۂ کبریٰ	آخر وقت ظہر ایک مثل	غروب آفتاب	غروب شفق ابیض	تاریخ وماہ	صبح صادق	طلوع آفتاب	ضحوۂ کبریٰ	آخر وقت ظہر ایک مثل	غروب آفتاب	غروب شفق ابیض
۱-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۵-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵-جنوری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵-فروری	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نوٹ:- اختصار اور ضبط کے لیے درمیان درمیان میں بعض تاریخیں لکھنے میں چھوڑ دی گئی ہیں، اُن کے وہ اوقات سمجھے جائیں جو اُن کے اوپر یا نیچے کے اوقات ہیں۔ جس میں احتیاط ہو۔

قال الله تعالى

فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ

لما كانت الآية دالة بالمطابقة على وجوب التوجه الى القبلة للخاص والعام - وبالالتزام على وجوب معرفة سمت القبلة لتوقف العمل على العلم بالاحكام - وكان بعض اجزاء المسئلة معركة آراء الاعلام من الرياضيين والفقهاء الكرام - كما هو ظاهر من مطالعة صحف العلماء ذوي الاحترام - وكانت رسالة

تحقيق سمت قبلة البلاد

بسعي رئيس جهانگيرآباد

التي حررت حين اراد لبعض الرؤساء العظام - بناء مسجد في وطنه بالاخلاص التام وراجع في تعميره وتصحيحه الى اهل الفن واهل العلم لشدة الاهتمام وانفق في صلاحه العلمي والعملي مالا كثيرا لا ابتغاء مرضاة الحي القيام - جامعة لانواع تحقيق المسئلة والاحكام - رتبها السيد مقبول حسين (وصل) من سادات بلگرام - وامر الرئيس الموصوف باشاعتها لافادة الانام

واهتم بطبعها سيد توسل حسين

في مطبع يونايٹڈ انڈيا الواقع في لكهنؤ

سمتِ قبلہ

فہرست مضامین

تمہید

(از جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب۔ ایم اے۔ سابق وزیر تعلیمات ریاست جوناگڑھ)

"اہل نظر" بقول مرزا غالب[1] نے قبلہ کو قبلہ نما کہتے ہیں"۔ لیکن اہل دل اَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ[2] کا جلوہ دیکھتے ہوئے جدہر حکم ہوتا ہے' اوسی سمت سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ مشرق و مغرب کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ مقصود اصلی رضائے مولی ہے' اسی لئے اون کے قبلہ کو قبلہ نما کے بجائے رضا نما کہنا چاہئے۔ اور حَیْثُ مَا کُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَکُمْ شَطْرَهٗ[3] کی تعمیل سمجھنا چاہئے۔ اب آئیے اسی رضا نما کا ایک کرشمہ آج کل کے دور انقلاب میں دیکھئے۔

اودھ کے ضلع بارہ بنکی میں جہانگیر آباد ایک چھوٹا سا اسلامی راج ہے۔ جس کے فرمانروا عالیجناب راجہ سر محمد اعجاز رسول خان صاحب۔ کے۔ ٹی۔ کے۔ سی۔ آئی۔ ای۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ ایم۔ ایل۔ اے" ہیں۔ ممدوح جو بڑے بیدار مغز' مدبر اور روشن دماغ ہیں' نہ صرف گورنمنٹ میں معزز و معتمد ہیں' بلکہ برادران ملت اور ابنائے وطن میں بھی محترم اور محترم ہیں۔ اور آپکے چشمہ فیض سے یگانہ و بیگانہ بھی سیراب ہو رہے ہیں۔

موصوف کو عمارات کا شوق ہے' جو نہ صرف حظ نفس ہے' اخلق و ملت کی خدمت بھی ہے' لکھنؤ میں حضرت شاہ مینا رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انوار کے متصل جو عالیشان مسجد ہے' وہ آپ ہی کی احساس ملی کا ایک یادگار نقش ہے۔ دو سال کا عرصہ گزرتا ہے جب ممدوح نے جہانگیر آباد میں ایک وسیع مسجد جامع کی بنیاد ڈالی' سمت قبلہ ایک ماہر سائنس دکتور نے علوم جدیدہ کی روشنی میں نکالی' اور کام شروع ہو گیا' کئی ماہ میں جب بنیاد مستحکم ہو کر بھر گئی' تو ممدوح کو عالم رویا میں دکھایا گیا کہ "جیسے آپ جدید بنیاد پر کھڑے ہیں' اور سامنے قلعہ کی مسجد ہے' (جس کا سنگ بنیاد حضرت مولانا

---

[1] غالب کا پورا مصرع یوں ہے۔ "قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں"۔ ۱۲ وصل

[2] ترجمہ۔ تم لوگ جس طرف بھی رخ کرو' اللہ کا رخ ہے۔ ۱۲

[3] ترجمہ۔ تم لوگ جہاں کہیں بھی موجود ہو اپنے چہروں کو اوسی طرف کیا کرو۔ ۱۲

شاہ فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا تھا،) اور کوئی کہہ رہا ہے کہ یہ نئی مسجد کیون بنائے ہو؟" جب آنکھ کھلی تو یہ تعبیر ذہن میں آئی، کہ شاید سمتِ قبلہ میں جو جدت کی گئی ہے، وہ درست نہیں، اب علماء سے تحقیق شروع ہوئی اور کام ملتوی کر دیا گیا حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہ، جو اس زمانے میں ایک مشہور عالمِ باعمل اور مفتی دین ہیں، اون کی خدمت میں مکرمی جناب وصل صاحب بلگرامی بھیجے گئے۔ مولانا نے ارشاد فرمایا، کہ پہلے اسے علمائے اسلام سے جو علمِ ہیئت سے بھی واقف ہوں رجوع کیا جائے، تاکہ وہ بتائیں کہ سمتِ قبلہ میں انحرافِ قلیل واقع ہے یا کثیر؟ اسکے بعد فتویٰ دیا جاسکے گا۔ تب جناب وصل نے ڈاکٹر حکیم سید عبدالعلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ اور لکھنؤ یونیورسٹی کے پروفیسر جناب مولوی سید علی صاحب زینبی سے سمتِ قبلہ کے استخراج کے قواعد دریافت کر کے ثبت کئے پھر سر راجہ صاحب نے ایک دن مقرر کر کے جملہ حضرات کو انجینیر صاحب کی موجودگی میں جہانگیرآباد مدعو کیا، اور صبح سے دوپہر تک اپنے سامنے دونوں فریق سے سمتِ قبلہ کی جانچ کرائی، معلوم ہوا کہ علوم جدیدہ کے حساب سے جہانگیرآباد کا سمتِ قبلہ مائل بجنوب نکالا گیا ہے۔ لیکن مولانا زینبی کے حساب سے مائل بشمال نکلتا ہے اور چند درجون کا فرق ہے۔ صورت موجودہ کو بشکل استفتا، لکھکر جناب وصل نے دیوبند سے جوابِ مفصل حاصل کیا، پھر حضرت مولانا اشرف علی صاحب مدظلہ کی خدمت میں مع چند مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابون کے پیش کیا حضرت مولانا مدظلہ نے فیصلہ فرمایا کہ بحالت موجودہ سمتِ قبلہ میں قلیل انحراف واقع ہوا ہے، اس لئے نماز تو جائز ہوگی، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ قدیم مساجد سے سمتِ قبلہ درست کر لی جائے، سر راجہ صاحب نے جس وقت یہ فیصلہ پڑھا تو فرمایا کہ میں رخصتِ شرعیہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ترکِ اولیٰ گوارا نہیں کر سکتا خواہ اس میں مالی نقصان ہی کیون نہ ہو، اب انجینیر صاحب حیران ہوئے، کہ یہ گہری مستحکم بنیاد جس میں کئی ہزار روپیہ صرف ہو چکا ہے، اور گویا لوہے کی دیوار ہے، کیونکر کھودی جائیگی اور کس طرح پیوند لگا کر سمت درست ہوگی؟ اس مشکل کو سر راجہ صاحب نے یون حل فرمایا کہ جسقدر راو رتعمیر ہو چکی تھی وہ منہدم کرا کے بنیاد کے متصل صحنِ مسجد کی جانب دوسری نئی بنیاد کھودے جانیکا حکم دیا۔ پھر جناب وصل سے فرمایا کہ حضرت مولانا سے میری جانب سے عرض کریں کہ ایک لکھوری اینٹ دستِ مبارک سے مس کر کے بنیاد میں رکھنے کیلئے عطا فرمادیں، جو بذریعہ پارسل روانہ کر دی جائے، چنانچہ مولانا نے ممدوح

نے بنیاد کعبہ کی دعائے ابراہیمی اور آیات مسجد قبا کو ایک اینٹ پر دم کر کے اور محترم بانی مسجد کے حق میں دعائے خیر فرما کر روانہ کرنے کے لئے مع ایک صحیفۂ گرامی کے جناب وصل کے حوالہ فرما دی۔ اور یہ پارسل مع گرامی صحیفۂ مذکورہ کے سر راجہ صاحب کی خدمت میں پہونچ گیا۔ اب نئی بنیاد کھد رہی ہے اور کام شروع ہو گیا ہے۔

مذکورہ بالا واقعہ اس دورِ فتن میں جبکہ علوم جدیدہ کی جدت آفرینیوں نے تشکیک، اباحت اور بے راہ روی کے خیالاتِ فاسدہ پیدا کر دئے ہیں اور وَلِكُلٍّ وِجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيهَا فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ أَيْنَ مَا تَكُونُوا يَأْتِ بِكُمُ اللَّهُ جَمِيعًا[ع] کی عملی تعلیم اور اتحاد جہتی کو جو دینِ یسیر کا خاصہ ہے لوگ بھول رہے ہیں آئندہ نسلوں کیلئے اسوۂ حسنہ کے طور پر ہے۔ اس لئے ضرورت ہے کہ واقعہ کو حیطۂ تحریر میں لایا جائے اور تحقیق سمت قبلہ کے موضوع پر یہ رسالہ جس کو جناب وصل نے مرتب کیا اور اپنا مقدمہ جسمیں چند ضروری مکاتیب بھی شامل ہیں درج کیا جسکو سمت قبلہ کے نام سے موسوم کیا اور اسکا تاریخی نام قبلے کے سمت کی پاکیزہ تحقیق (۱۳۶۰ھ) یعنی الملقب بلقب تاریخی "سمت قبلہ کے لاجواب شرعی احکام" (۱۳۶۰ھ) رکھا شائع کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اس عجالۂ نافعہ کو قبول فرمائے اور سر راجہ صاحب دام اقبالہ اور جن جن حضرات نے اسمیں سعی فرمائی ہے اون سب کو اجر عظیم عطا کرے۔ آمین یا الٰہ العالمین بحرمت سید المرسلین وآلہ واصحابہ اجمعین۔

نواب علی

لکھنؤ

یکم جون سنہ ۱۹۴۱ء

[ع] ترجمہ۔ اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ منہ کرتا رہا ہے، سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو، تم خواہ کہیں ہو گے اللہ تعالےٰ تم سب کو حاضر کر دیں گے۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ حبیبہ الکریم

مقدمہ

از وصل بلگرامی

حضرت نبی آخر الزمان علیہ التحیۃ والثنا کے ظہورِ پُرنور کے بعد سے اسلام کی بنیاد پڑی، اسلام کے نام لیوا پیدا ہوئے اور ایک زمانے تک خدا کے فضل سے روز افزوں اور حیرت انگیز ترقی کرتے رہے، زمانہ سدِ راہ ہوا، دنیا نے انکو قابو میں لانے کی کوشش کی، مگر وہ فدائیان اسلام دنیا اور زمانے کو نیچا دکھاتے ہوئے شاہراہ اسلام پر برابر گامزن رہے اور اسطرح نہ معلوم کتنے منزلِ مقصود پر پہونچ گئے، اب جتنا زمانہ گزر رہا ہے ہم دیکھتے ہیں مسلمانوں کے دلوں میں وہ اسلامی جوش، وہ خروش، وہ ولولہ نہیں ہے، دین کی طرف سے لاپروائی، احکام شرع کی طرف اعتنا نہیں نہ دین کی دل میں سچی محبت، نہ علما کی قدر، نہ بزرگانِ دین کا وقار باقی ہے، اس کا باعث موجودہ زمانے اور موجودہ روش کا اثر، موجودہ تعلیم اور موجودہ معاشرت سے انہماک ہے خاص کر اصحابِ دول کی حالت زیادہ قابلِ افسوس ہے۔ خدا ہر مسلمان کی حالت پر رحم فرمائے اور اعمال نیک کی توفیق عطا کرے۔

لیکن باوجود اس قدر زمانہ تغیر و انقلاب کے اب بھی ایسی ہستیاں ہیں اور خدا کرے وہ قایم رہیں اور پختہ مسلمان ہو جائیں جنمیں باوجود تمول کے دینی خدمات کا جذبہ موجود ہے، وہ دین کے نام پر اپنا مال اپنی دولت لٹانے کو تیار رہیں، وہ اسلام پر اپنی جان تک فدا کرنے کو اپنا فخر سمجھتے ہیں۔

انھیں مغتنم ہستیوں میں عالیجناب راجہ سر محمد اعجاز رسول خان صاحب بالقابہ وخطابہ دام اقبالہ واعزازہ کی ذاتِ والاصفات بھی ہے۔ جو امورِ دینیہ اور نیک کاموں کیلئے دامے، درمے، قدمے، سخنے کبھی دریغ نہیں فرماتے، آپ کی یہ خدمات نام ونمائش یا شہرت ونمود کیلئے نہیں ہوتیں بلکہ صرف اللہ اور اوسکی خوشنودی کے لئے ہوتی ہیں نہ معلوم کتنے اسطرح اخراجات ہو رہے ہیں جسکی کسی دوسرے کو خبر نہیں۔

ابھی تھوڑے ہی عرصے کی بات ہے آپکو محسوس ہوا کہ خاص جہانگیر آباد میں ایک مسجد جامع کی ضرورت ہے آپنے اپنے اسلامی جذبات اور عالی ہمتی سے ارادہ کرلیا کہ وہاں کے لحاظ سے ایک وسیع مسجد بنائی جائے۔ اس کا نقشہ باقاعدہ بنوایا، علوم جدیدہ کے ذریعے سے سمت قبلہ کی تحقیقات ہوئی (جس کا مفصل تذکرہ تمہید رسالہ ہذا میں موجود ہے) اور اسی کے مطابق نئی مسجد کی بنیاد رکھدی گئی جب مسجد کی بنیادیں بھر گئیں اور اونپر عمارت بننا شروع ہو گئی اوسوقت سننے میں آیا کہ جس رُخ پر مسجد بن رہی ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ اس بناپر جناب سر راجہ صاحب بہادر نے جج کے طور پر بہت کچھ تحقیقات فرمائی اور جب کامل اطمینان نہ ہوا تو حضرت حکیم الامتہ ظلہم العالی کی طرف رجوع کیا اور حسب ذیل تحریر میرے پاس تھانہ بھون روانہ فرمائی :-

"مکرمی وجمل صاحب زادعنایتکم تسلیم .... میں جہانگیر آباد میں ایک مسجد بنوا رہا ہوں، جس کے رُخ کے متعلق کچھ اختلاف رائے ہے، میری خواہش ہے کہ جناب مولانا حضرت مولوی اشرف علی صاحب سے بھی مشورہ حاصل کروں لہذا اگر آپ ایک روز کے لئے جہانگیر آباد چلے آویں، تو میں آپ کو سمجھادوں، اور آپ کے ہمراہ اوور سیر کردوں تاکہ جو کچھ حضرت قبلہ ارشاد فرمادیں آپ اوسکو سمجھادیجئے دوبارہ آپکو آنے کی زحمت نہ ہوگی۔ .... تاریخ اور وقت سے اطلاع دیجئے تاکہ اسٹیشن جہانگیر آباد پر سواری بھیجی جاوے۔ جناب مولانا صاحب قبلہ کی خدمت میں بصد تعظیم میرا اسلام عرض کر دیجئے گا۔ فقط"

نیازمند

(راجہ سر) اعجاز رسول (بالقابہ)

حال معلوم ہونے پر لکھنؤ سے میں نے جناب راجہ صاحب بہادر سے ملنے سے قبل حضرت اقدس مدظلہم العالی کی خدمت گرامی میں ایک درخواست بھیجی جس کا خلاصہ یہ ہے :-

"جناب سر راجہ صاحب بہادر جہانگیر آباد حضرت اقدس مدظلہم العالی سے ایک شرعی مسئلہ میں کچھ امداد لینا چاہتے ہیں، اور مجھے ارقام فرما رہے ہیں کہ میں موقع سے ملکر اوور سیر کو ساتھ لیجاؤں اور حضرت اقدس سے اسکا جواب لے کر

اور سیر صاحب کو سمجھا دوں، چنانچہ میرا ارادہ جہانگیر آباد جانے کا ہے، لیکن اب حضور سے اسکی اجازت درکار ہے کہ میں جناب سر راجہ صاحب بہادر کے منشاء کے مطابق اونکے اور سیر کو ساتھ لیکر وہاں حاضر ہوں اور حضرت اقدس کے حضور میں ممدوح کا استفتاء پیش کردں اور جو حضور ارشاد فرمائیں وہ اور سیر صاحب کو سمجھا دوں۔

یہی میں جناب سر راجہ صاحب بہادر سے کل کی ملاقات میں عرض کردوں گا کہ میں نے اجازت طلب کی ہے، اجازت کے بعد جو جناب ارشاد فرمائیں گے تعمیل کروں گا۔ جناب سر راجہ صاحب بہادر کا منشا زبانی سمجھنے سمجھانے کا ہے اب جو حکم ہو تعمیل کی جائے جناب سر راجہ صاحب بہادر کے نامۂ نامی کی نقل ارسال خدمت اقدس ہے۔ (جو یہاں اس عریضہ سے پہلے درج ہو چکی ہے)

۱۲/اپریل ۱۹۴۱ء۔ ۹۔ قیصر باغ لکھنو

حضرتِ اقدس مدظلہم العالی نے حسب ذیل جواب ارقام فرمایا:۔

یہ مسئلہ سمت قبلہ کا ہیئت کا ہے، میں ہیئت کا ماہر نہیں، میرے خیال میں ڈاکٹر عبدالعلی صاحب کے ذریعہ سے کسی ماہر ہیئت سے تحقیق فرمانا مناسب ہے، پھر اونکی تحقیق سے مجھکو اطلاع دی جائے۔ میں روایاتِ فقہیہ سے منطبق کرکے جواب عرض کروں گا۔ (۱۸۔ اپریل ۱۹۴۱ء)

اسی کے ساتھ ایک اور تحریر منسلک فرما دی جسکی نقل ذیل میں درج ہے:۔

تحقیق اجمالی سمت قبلہ

"چونکہ اہل ہند کا قبلہ مغرب میں ہے، اس لئے استقبال قبلہ کے معنی یہ ہیں کہ ایک خط جو کعبہ سے گزرتا ہوا جنوب و شمال میں منتہی ہو جاوے اور نمازی کی وسط جبہہ سے ایک خط مغرب کی طرف نکلکر اوس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے کہ اس سے موقع تقاطع پر دو زاویہ قائمہ پیدا ہو جاویں وہ قبلہ مستقیم ہے۔ اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ وسط جبہہ سے نکلنے والا خط تقاطع کرکے زاویہ حادہ و

منفرجہ پیدا کرے، لیکن وسط جبہہ کو چھوڑ کر طرفین جبہہ کے کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویۂ قائمہ پیدا کرے، وہ انحراف قلیل ہے۔ اُس سے نماز صحیح ہو جاوے گی اور اگر جبہہ کے کسی طرف سے بھی زاویۂ قائمہ پیدا نہ ہو۔ وہ انحرافِ کثیر ہے۔ اور اس سے نماز نہ ہو گی۔

اور اس قاعدۂ مذکورہ کی تطبیق میں اگر کچھ تکلف ہو تو سہل طریق اسکی معرفت کا یہ ہے کہ:-

موسم گرما کے سب سے بڑے دن میں (یعنی ۲۲ جون کو) اور اسی طرح موسمِ سرما کے سب سے چھوٹے دن میں (یعنی ۲۲ دسمبر کو) غروبِ شمس کا موقع دیکھا جاوے، قبلہ ان دونوں موقع کے درمیان میں ہوگا، یعنی ان دونوں موقع کے درمیان درمیان جس نقطہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی جاوے گی، صحیح ہو جاوے گی۔

کما فی رسالۃ بغیۃ الاریب فی مسائل القبلۃ والمحاریب تحت الامر الخامس من الخاتمۃ فی الامور المنقحۃ صفحہ ۱۴۳ بعد بحث طویل۔ مانصہ فان الفساد بالخروج من جہۃ الربع متعین بالاتفاق اما قول الفقہاء الکرام ان ما بین المغربین قبلۃ ای ان الکعبۃ واقعۃ بین مغرب اقصیٰ (یعنی اطول) یوم الصیف وہو اول یوم السرطان وبین مغرب اقصر یوم الشتاء وہو اول الجدی

جیسے رسالہ بغیۃ الاریب فی مسائل القبلۃ والمحاریب میں خاتمہ کے امر پنجم کے ماتحت تنقیح طلب امور میں صـ ۱۴۳ پر ایک طویل بحث کے بعد ہے اُس کے لفظ یہ ہیں کہ فساد نماز تو دائرہ کی جہت سے نکل جانے سے ہے بالاتفاق اور فقہائے کرام کا قول ہے کہ دونوں مغربوں کے درمیان قبلہ ہے یعنی کعبۂ مکرمہ گرمی کے سب سے بڑے دن یوم السرطان کے مقام غروب اور سردیوں کے سب سے چھوٹے دن اول جدی کے مقام غروب کے درمیان واقع ہے

عـہ یہاں نسخہ مطبوعہ میں غلطی سے اقصر لکھا گیا، مگر اول تو خود بغیہ کے صـ ۱۳۵ پر اقصٰی کا لفظ موجود ہے دوسرے بحر و شامی نے جو ابو منصور کا قول نقل کیا ہے اوس میں اطول موجود ہے۔ نیز ظاہر ہے کہ یوم سرطان اطول ہی ہوتا ہے۔ ۱۲۔ منہ اس کے بعد خود مصنف بغیۃ الاریب سے اسکی تحقیق کی گئی۔ اون کا جو جواب آیا ہے اوس میں تصریح ہے کہ اصل میں اقصر تحریف ہے اقصٰی کی جو غلطی طباعت کی ہے۔ ۱۲۔ منہ

جمیع ما بینهما قبلۃ سمرقند و بخارا و ترمذ و نسف و مرو و سرخس و ما والاها و لجمیع بلاد الهند مع رجها و قولهم ذلک ذکرہ فی التجنیس و المنتقط و امالی الفتاوی و البنایۃ شرح الهدایۃ من قول ابی منصور الماتریدی۔ انتهی	ان دونوں کے درمیان کا سب حصہ سمرقند و بخارا و ترمذ و نسف و مرو و سرخس اور ان کے قرب و جوار اور ہندوستان کے جمیع ممالک کا قبلہ ہے فقہاء کے اس قول کو تجنیس المنتقط، امالی الفتاوی اور عینی شرح ہدایہ میں ابو منصور ماتریدی کے قول سے نقل کیا ہے فقط

کتبہ اشرف علی عفی عنہ نصف ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

مرقومہ بالا قدسی صحیفہ اور اس تحریر کو لیکر میں جناب سر راجہ صاحب بہادر کی خدمت میں جہانگیر آباد پیلس لکھنؤ میں حاضر ہوا۔ اُس وقت جناب انجینیر صاحب بھی تشریف رکھتے تھے۔ اور جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب ایم اے سابق وزیر تعلیمات ریاست جونا گڑھ وحال متوسل جناب سر راجہ صاحب بہادر جہانگیر آباد (جنکی تمہید رسالہ ہذا کے اس مقدمہ سے پہلے ناظرین نے ملاحظہ کی ہوگی) بھی موجود تھے۔ تحریر اقدس سُنائی۔ آخر متفقہ رائے یہ ہوئی کہ جناب ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب کے ذریعہ سے کسی عالم ماہر ہیئت سے اسکی عقدہ کشائی کی جائے، اتفاق سے جناب مولوی عبد الباری صاحب ندوی پروفیسر عثمانیہ یونیورسٹی حیدر آباد دکن لکھنؤ میں موجود تھے، میں اور جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب دونوں جناب مولوی عبد الباری صاحب کی کوٹھی پر گئے اون سے یہ سب واقعات بیان کئے، اور سب ہمراہ ہو کر جناب ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب کے پاس آئے۔ اور مفصل تذکرہ کیا، جناب ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جناب مولوی سید علی زینبی صاحب جو لکھنؤ یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر ہیں اون سے بہتر ہمارے علما میں علمی طور سے ہیئت کا کوئی اور ماہر شاید نہیں ہے، لہذا اون سے اس کام کیلئے کہنا چاہئے۔ چنانچہ میں اور جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب دونوں جناب مولوی سید علی زینبی صاحب سے جا کر ملے اور حالات بیان کئے، اونھوں نے باوجود عدیم الفرصتی کے وعدہ فرمایا کہ فلاں دن میں جہانگیر آباد چل کر جو کچھ مجھ سے ہو سکے گا، خدمت بجالاؤں گا۔ جناب سر راجہ صاحب بہادر کو اسکی اطلاع کردیگئی ممدوح نے تین موٹر بھیجدیے، ایک پر جناب انجینیر صاحب مع ضروری اسٹاف و ضروری سامان

اور باقی دو موٹروں پر جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب، جناب پروفیسر مولوی عبد الباری صاحب، جناب مولوی مسعود علی صاحب ندوی، جناب حکیم ڈاکٹر مولوی سید عبد العلی صاحب، جناب مولوی مصطفے حسین صاحب علوی کاکوروی پروفیسر لکھنؤ یونیورسٹی تھے، اور ان سب حضرات کے ہمراہ میں۔ وہاں پہونچنے پر جناب سر راجہ صاحب بہادر کی طرف سے جس قدر تواضع، خاطر مدارات اور مہمان نوازی کیگئی وہ ممدوح کی شان کے شایان تھی۔ ناشتے اور چاے کے بعد سب لوگ موقع مسجد مذکورہ پر گئے۔ جناب مولوی سید علی زینبی صاحب نے جناب انجنیر صاحب کی امداد سے پیمایش کی، حساب لگائے اور ہر طرح سے جانچا۔ اور فرمایا کہ میں اپنا حساب لگا لایا ہوں اور اس وقت موقع پر جانچنے کے بعد بھی میں اپنے حساب کو صحیح پاتا ہوں۔ میرے حساب سے جہانگیر آباد کا سمت قبلہ قطب سے جانب مغرب ۳۲ دقیقہ - ۸۹ درجہ ہے۔

جناب مولوی سید علی زینبی صاحب نے جن کتابوں سے مدد لی وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) "The where is it Reference Index Part 2nd.

Pereparеd by the

Survey of India

Published by

Brigadier E.A.Tandy R.E

Surveyor General of India

1928.

جسکے صفحہ ۲ میں بارہ بنکی کا عرض البلد	۹ دقیقہ ــــ ۲۶ درجہ		
اور طول البلد	۱ ــــ ۸۱		درج ہے
اور صفحہ ۲۷ میں جہانگیر آباد کا عرض البلد	۰ ــــ ۲۷		
اور طول البلد	۲ ــــ ۸۱		درج ہے

(۲) The Oxford Indian School Atlas
by
Jhon Bartholomew

یعنی مکہ معظمہ کا عرض البلد	۲۱ درجہ	۲۰ دقیقہ	
اور طول البلد	۴۰	۱۴	درج ہے

انھیں عرض البلد اور طول البلد کو کام میں لاکر جناب مولانا زمبنی صاحب نے جہانگیر آباد کا سمت قبلہ قطب سے جانب مغرب ۶۹ درجہ ۳۲ دقیقہ نکالا۔

نتیجہ یہ معلوم ہوا کہ جناب مولانا زمبنی صاحب کے نکالے ہوئے سمت قبلہ میں اختلاف ہے علاوہ اسکے جناب انجینیر صاحب مائل بجنوب بتاتے ہیں اور جناب مولانا زمبنی صاحب مائل بشمال، ان حسابات سے جناب سر راجہ صاحب بہادر کی کسی طرح تسکین نہیں ہوئی، بلکہ اس اختلاف سے اور بھی بے اطمینانی پیدا ہوگئی۔ کیونکہ اب بھی اس امر کا فیصلہ نہ ہوسکا کہ کس حساب کو صحیح اور قطعی مان لیا جائے اور جب ممدوح کو اپنے اُس خواب کا (جسکو جناب پروفیسر سید نواب علی صاحب نے اپنے دیباچہ میں نقل فرمایا ہے) خیال آیا تو اور بھی اضطراب پیدا ہوا ان سب حالات پر نظر فرماکر مجھ سے فرمایا کہ میں حضرت اقدس مدظلہم العالی کی خدمت میں حاضر ہوں اور کل حالات کو بیان کرکے جو وہاں سے ارشاد ہو لکھوا کرلے آؤں۔ چنانچہ میں تھانہ بھون حاضر ہوا اور مفصل حالات عرض کئے، حضرت والا نے فرمایا کہ اس طرف علما کی جماعت میں اگر کوئی صاحب ماہر ہیئت ہوں اُن سے بھی دریافت کرلیا جائے۔ چنانچہ میں حضرت اقدس مدظلہم العالی کا مکتوب گرامی لیکر مخدومی جناب مولانا عبدالرحمن صاحب دام مجدہم مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ موصوف نے فرمایا کہ میں ہیئت جانتا تو ہوں اور پڑھاتا بھی ہوں مگر عملی طریق سے واقف نہیں اور اور جناب مولوی اسعداللہ صاحب نے بھی یہی فرمایا اور یہ رائے دی کہ میں محترمی جناب مولانا محمد شفیع صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند کی خدمت میں حاضر ہوکر اس مشکل کو حل کراؤں۔ اس رائے کے بعد میں دیوبند گیا اور جناب مفتی صاحب سے کل واقعات بیان کئے۔ جناب موصوف نے فرمایا کہ ہیئت کی طرف زیادہ پڑنا اور حسابات ریاضیہ میں زیادہ کاوش کرنا نہایت غیر ضروری امر ہے میں اس مسئلہ میں فقہائے سلف کے اقوال لکھے دیتا ہوں یہ حضرت اقدس مدظلہم العالی کے حضور میں پیش کردئے جائیں اور وہاں سے جو حکم ہو اس کی تعمیل کیجائے۔ جناب مفتی صاحب نے میری ضرورت کو دیکھکر مجھ سے استفتا لکھوایا اور اپنا نہایت قیمتی وقت اور دینی کام میں

صرف فرماکر ممنونِ منت بنایا۔ نہ معلوم کتنی کتابیں منگائیں، کتنی دیکھیں، کتنوں کے حوالے درج فرمائے اور نہایت قلیل وقت میں ایک اچھا خاصہ رسالہ تحریر فرماکر دستخط و مُہر سے مزین کرکے مجھے عطا فرمادیا۔ میں اسکو لیکر حضرت اقدس کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا اور وہ فتویٰ پیش کیا۔ حضرت اقدس نے اسکو لفظ بہ لفظ ملاحظہ فرمایا اور چند سطور اس کے آخر میں اپنے قلم مبارک سے تحریر فرماکر اور بھی اُسکو مستحکم فرمادیا۔ وہ سطور فتوے کے بعد منقول ہیں۔ اس کے بعد جو استفتا جناب ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ نے اپنے قلم سے لکھوا اپنے خط کے ساتھ حضرت اقدس مدظلہم العالی کے حضور میں پیش کرنے کیلئے دیا تھا اُس پر حضرت اقدس نے جواب تحریر فرماکر مجھے عطا فرمایا۔ اُس خط کی نقل مع استفتاء و جواب استفتاء ذیل میں درج ہے۔

نقل خط جناب مولوی حکیم ڈاکٹر سید عبد العلی صاحب ناظم ندوۃ العلماء لکھنؤ

بعالیخدمت حضرت حکیم امت مدظلہم العالی

مخدوم محترم متعنا اللہ بحیاتکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ اُمید ہے کہ جناب والا بخیر و عافیت ہونگے۔ میں نے سمت قبلہ مولانا سید علی صاحب سابق مدرس ندوۃ العلماء لکھنؤ سے نکلوایا ہے۔ ندوۃ العلماء کا سمت قبلہ بھی موصوف ہی نے نکالا تھا، فن ہیئت میں مہارت رکھتے ہیں۔ انجینیر صاحب نے جو سمت نکالا ہے اوس سے یہ بہت مختلف ہے، انجینیر صاحب سے میں نے پوچھا کہ یہ کس اصول سے نکالا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ لکھنؤ یونیورسٹی کے پروفیسر ڈاکٹر ولی محمد صاحب سے سمجھکر مجھے بتائیں گے۔ مگر کئی روز گزر چکے ہیں۔ وہ ابھی سمجھکر مجھے بتانے نہیں آئے استفتاء مرسل خدمت ہے۔ جواب ارسال فرمائیے۔ مزاج والا کی کیفیت سے مطلع فرمادیں۔ اللہ تعالےٰ جناب والا کو عرصہ دراز تک بعافیت رکھے، آمین۔

خاکسار عبد العلی۔ ۲۷ را پریل ۱۹۴۰ء

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ جہانگیر آباد

ضلع بارہ بنکی میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے جس کا سمت قبلہ ایک انجینیر صاحب نے نقطۂ مغرب سے دس درجہ جانب جنوب قرار دیا ہے۔ ایک دوسرے عالم دین ماہر ہئیت نے سمت قبلہ نقطۂ مغرب سے ۲۰ دقیقہ جانب شمال نکالا ہے۔ اُن کا بیان ہے کہ جہاز رانی میں شہروں کی سمت بھی اسی قاعدے سے معلوم کی جاتی ہے۔ مسجد کا طول ۹۰ فیٹ ہے اور اس اختلاف کی بناء پر ۲ فیٹ ۹ انچ کا فرق نکلتا ہے۔ اس حالت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اوس سے مطلع فرمایا جائے۔ بینوا توجروا۔

الجواب

علماے امت و فقہاے ملت نے قاطبۃً بلا اختلاف تصریح فرمائی ہے کہ سمت قبلہ کا مدار آلات رصدیہ و حسابات ریاضیہ پر نہیں۔ بلکہ اوس میں مساجد قدیمہ کا اتباع و توافق کافی ہے جن کی بناء امارات و علامات عرفیہ پر ہے۔ اگرچہ قواعد ہئیت کی رو سے اونہیں سمت حقیقی سے کچھ انحراف بھی ہو جس میں اصل قاعدے سے ربع دائرہ (۹۰ درجہ) کے قریب تک یعنی دونوں جانب ثمن ثمن دائرے تک (۴۵-۴۵ درجہ) اور بنا بر احتیاط بین المغربین یعنی ہر طرف ۲۴ درجہ - مجموعہ ۴۸ درجہ تک گنجائش ہے

عہ اور حدیث ما بین المشرق والمغرب قبلۃ میں ایک سہل عنوان سے یہی بتلانا مقصود ہے کہ پوری جہت جنوب قبلہ ہے اصطلاح ریاضی پر نقطۂ مشرق و مغرب کی درمیانی قوس مراد نہیں جس سے نصف دائرہ کا شبہہ ہو سکے اور یہ ایسا ہی ہے جیسا ہمارے بلاد میں تفہیم عوام کے لئے کہا جاوے کہ شمال و جنوب کے درمیان قبلہ ہے یعنی پوری جہت مغرب

عہ وذلک لما فی رد المحتار معزیا للشرح زاد الفقیر وفی بعض الکتب المعتمد فی استقبال القبلۃ الی الجہۃ اقاویل کثیرۃ واقربہا قولان الاول ان ینظر فی مغرب الصیف فی طول ایامہ و مغرب الشتاء فی قصر ایامہ فلیدع الثلثین فی الجانب الایمن والثلث فی الایسر والقبلۃ عند ذلک ولو لم یفعل ہکذا وصلی فیما بین المغربین یجوز (الی ان قال) فعلم ان الانحراف الیسیر لا یضر وھو الذی یبقی معہ الوجہ او شیء من جوانبہ مسامتا لعین الکعبۃ

اس بنا پر دونوں انحراف مذکور فی السوال کے ہوتے ہوئے بھی نماز صحیح

(البقیة الحاشیة ص۱۳) او لهوا اثما (ثم قال) وعلى ما قررنا يحمل ما في الفتح والبحر عن الفتاوى من ان الانحراف
المفسد ان يجاوز المشارق الى المغارب اه (شامی ص۲۹۴ ج۱) وقال الشامي في حاشية البحر تحت قوله في الفتاوى
الانحراف المفسد ان يجاوز المشارق الى المغارب ما نصه كذا نقله في فتح القدير وهو مشكل فان مقتضاه ان الانحراف
اذا لم يوصله الى هذا القدر لا يفسد وعبارة التجنيس التي نقلها المؤلف بعده اعم من ذلك فانه جعل المفسد
انحراف المصلي فيصدق بما دون ذلك اي بان ينحرف بصلاته بحيث لا يصل الى استقبال المشرق اه ثم
وتوضيحه ما في منية المصلي عن امالي الفتاوى ونصه ذكر في امالي الفتاوى حد القبلة في بلادنا يعني سمرقند ما بين
المغربين مغرب الشتاء ومغرب الصيف فان صلى الى جهة خرجت من المغربين فسدت صلوته اه
(الى قوله) وقال ابو منصور ينظر الى اقصر يوم في الشتاء والى اطول يوم في الصيف فيعرف مغربيهما ثم
يترك الثلثين عن يمينه والثلث عن يساره ويصلي فيما بين ذلك وهذا استحباب والاول للجواز و
مشى على الاول في المستصفى وجعل في مجموع النوازل ما ذكره ابو منصور هو المختار (حاشية البحر ص۲۸۴ ج۱)

قلت قد حصل من هذه العبارات ان ههنا قولان مصححان احدهما ان الانحراف المفسد
ان يجاوز المشارق الى المغارب - وقدره في الخيرية بربع الدائرة اعني خمسا واربعين
درجة من كل جانب يمينا ويسارا كما سياتي في الرسالة الملحقة الملقبة بتنقيح المقال
ونصه والثاني ان المفسد من الانحراف اذا خرج من المغربين ومقدار المغربين
على قواعد الهندسة ثمان واربعون درجة لما في شرح الجغميني ان نهاية ميل دائرة
البروج عن معدل النهار مقدارها كج له اي ثلث وعشرون جزءا وخمس وثلثون دقيقة
على ما وجد بارصاد المامون (ثم قال بعد ذكر الاقوال المختلفة فيه) لكن اكثر ما وجدناه
لم يزد على اربعة وعشرين جزءا (شرح جغمينی باب رابع ص۹۹) فعلى هذا القول يكون
الانحراف الجائز في كل جانب من اليمين واليسار اربع وعشرون درجة ومجموع الجهة ثمان و
اربعون درجة وعلى القول الاول القدر الجائز خمس واربعون درجة في كل جانب ومجموع الجهة
تسعون درجة وهو ربع الدائرة - واختار الشامي غيره القول الثاني لما فيه من الاحتياط
وكلا الحاشيتين من المولوي محمد شفيع الديوبندي سلمه ۱۲ منه

ہو جائے گی۔ لیکن اولیٰ یہ ہے کہ دوسری مساجد قدیمہ خواہ اُس بستی میں ہوں یا قرب جوار میں ہوں اون کے موافق اُس مسجد کو درست کرالیا جاوے۔

ان سب احکام کے دلائل دارالعلوم دیوبند کے فتوے میں منقول ہیں جس سے میں حرفاً حرفاً متفق ہوں۔ کتبہ اشرف علی عفی عنہ۔ ۴ ربیع الاول ۱۳۶۰ھ

جناب ڈاکٹر سید عبدالعلی صاحب ناظم ندوۃ العلما (لکھنؤ) کے استفتا پر حضرت اقدس مدظلہم العالی کا گرامی فتویٰ اور اپنے استفتا پر جناب مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کا جواب باصواب لیکر ۲ مئی ۱۹۴۱ء کو لکھنؤ آیا۔ جناب سر راجہ صاحب بہادر کو بمقام جہانگیر آباد اپنے آنے کی اطلاع کردی اور محترمی جناب ڈپٹی سید نواب علی صاحب سے ملکر انکو وہ سب تحریریں دکھائیں اس کے بعد ۹ مئی ۱۹۴۱ء کو جناب سر راجہ صاحب بہادر نے موٹروں کا انتظام فرما دیا۔ ایک پر جناب انجینیر صاحب مع اسٹاف کے تشریف لے گئے اور دوسرے پر میں اور جناب ڈپٹی سید نواب علی صاحب مع اپنے ایک عزیز دوست جناب سید ناہد حسین صاحب گورنمنٹ پنشنر کے ایک ساتھ جہانگیر آباد گئے۔

جناب سید نواب علی صاحب نے جناب سر راجہ صاحب بہادر کو حضرت اقدس مدظلہم العالی کا ارشاد گرامی اور جناب مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند کے فتوے کا خلاصہ سُنایا اور جو حضرت اقدس مدظلہم العالی کے ارشاد کا منشا تھا وہ ظاہر کیا، جناب سر راجہ صاحب بہادر نے نہایت خوشی وانبساط سے منظور فرمایا کہ حضرت اقدس نے جو طریقہ اولیٰ کی طرف توجہ دلائی ہے میں اوس پر عملدرآمد کے لئے دل وجان سے تیار ہوں، اور اُسی وقت انجینیر صاحب وغیرہ سب کو لیکر جہاں نئی مسجد بن رہی تھی تشریف لے گئے اور اُس مسجد کی سمت قبلہ کے مطابق جو قلعہ جہانگیر آباد میں واقع ہے اور جسکی بنیاد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دست مبارک سے رکھی تھی، اور جسکو جناب سر راجہ صاحب نے خواب میں بھی دیکھا تھا کہ میں اس نئی مسجد کی بنیاد پر کھڑا ہوں اور قلعہ والی مسجد میرے سامنے ہے۔ نشان ڈلوا دیا اور حکم دیدیا کہ یہیں سے بنیاد قائم کی جائے اور جو عمارت بن چکی تھی اوسکو گرا دینے کے لئے حکم دے دیا، اسکی ذرا بھی پروا نہیں کی کہ کسقدر صرف ہوچکا ہے۔ کس قدر نقصان ہوگا۔ بس یہ چاہا کہ شرع شریف میں جو طریق اولیٰ ہو اُس کے سامنے سر جھکا دیں اور اوسکی تعمیل نہایت خوشی ومسرت سے کریں۔ خدا کرے اس کا

اجرِ عظیم جناب راجہ صاحب بہادر کو ملے اور اونکا ہر کام خدا کی مرضی کیلئے ہو، اور سکے بعد فرمایا کہ یہ فتاوے وغیرہ سب مرتب کرلئے جائین اور طبع ہوجائین تاکہ دوسرون کیلئے مفید و کارآمد ثابت ہون۔ اسی کے ساتھ حضرت اقدس مدظلہم العالی کی خدمت گرامی میں پیش کرنے کیلئے ایک خط بھی دے کر مجھے رخصت فرمایا۔ وہ خط یہ ہے:۔

جہانگیرآباد پیلس
۱۱ رمئی ۱۹۳۲ء

جناب محترم دام برکاتہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مسجد جہانگیرآباد کے سمت قبلہ کے مسئلہ میں جسقدر جناب والا نے توجہ فرمائی اور اوسکو واضح فرمادیا، اوس کا شکریہ ادا کرتا ہون۔ اللہ تعالی جزائے خیر عطا فرمائے۔ جناب کو بیحد تکلیف ہوئی، معافی کا طالب ہون۔ اب جناب والا کے فتوے کے مطابق مین نے مسجد ٹیلہ لکھنؤ جو بعہد شاہ عالمگیری تھی اوس کے حساب سے نیز مسجد قلعہ جہانگیرآباد جسکی بنیاد حضرت مولانا شاہ فضل الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ گنج مرادآبادی نے رکھی تھی اوس کے حساب سے اس نئی مسجد کی نئی بنیاد از سرنو رکھوادی ہے۔ خدائے پاک قبول فرمائے۔

باادب ایک استدعا ہے ایک لکھوری اینٹ اپنے دست مبارک سے مس کرکے عطا فرمائیں جسکو جناب وصل صاحب بھیجدین گے اور وہی بنیاد میں رکھدی جاوے گی اور اس طرح اس مسجد کی بنیاد جناب والا کی رکھی ہوئی باعث برکت ہوگی۔ جو فتوی اور کاغذات اس کے متعلق مین وہ مین نے جناب وصل صاحب کو دیدئے ہیں۔ تاکہ وہ جناب کے ملاحظہ سے گزرا کر بصورت ایک رسالہ مرتب کرین اور قلمی مسودہ پہلے مجھے بھیجدین۔ تاکہ آئندہ اوسکے طبع کا انتظام ہوسکے۔ فقط والسلام مع الاکرام

عریضہ محمد اعجاز رسول عفی عنہ

اس کا جواب حضرت اقدس مدظلہم العالی نے اپنے دست مبارک سے تحریر فرماکر مع ایک

لکھوری اینٹ کے جس پر بنائے کعبہ کی دعائے ابراہیمی و اسمٰعیلی اور مسجد قبا کی آیتیں دم فرما عطا فرمائی۔ تاکہ میں بذریعۂ پارسل جہانگیر آباد بھیجدوں۔ چنانچہ میں نے دونوں چیزیں جہانگیر آباد روانہ کردیں۔ اُس جواب کی نقل یہ ہے:۔

از ناکارہ اشرف علی عفی عنہ۔ بگرامی خدمت محترم و مکتشم زید مجدہم و دامت معالیہم السلام علیکم و رحمۃ اللہ۔ الطاف نامہ نے ممنون یادآوری فرمایا۔ جو کچھ جناب والا نے ازراہ قدردانی تحریر فرمایا ہے یہ سب آپ کی عنایتیں اور حسن اخلاق ہیں۔ ورنہ اس دینی خدمت میں جو کچھ میں نے حصہ لیا واقعی میں تو اپنے فرض منصبی کا حق بھی ادا نہ کرسکا اور اگر فرضاً ادا بھی کرسکتا تب بھی اپنی آخرت کو درست کرتا۔ نہ کسی پر احسان تھا۔ نہ کسی کے شکریہ کا مستحق تھا۔ بلکہ ایک درجہ میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ مجھکو باوجود میری نااہلیت کے ایک جزو میں علمی شرکت کا موقع عطا فرمایا اور سب سے زیادہ اس سے ممنون ہوں کہ اس محروم و مہجور کی عملی شرکت کی ایک خاص صورت تجویز فرمائی۔ اگرچہ وہ صورت اصلی شرکت سے بدرجہا متاخر ہے۔ لیکن میری لیاقت سے بدرجہا فوق ہے جس کا صلہ بجز دعا کے میں کیا پیش کرسکتا ہوں۔ اس تجویز کی بنا پر بامید قبول درگاہ الٰہی ایک اینٹ اپنے ہاتھ میں لیکر اس پر بنائے کعبہ کی دعائے ابراہیمی و اسمٰعیلی اور بنائے مسجد قبا کی آیتیں دم کرکے وکیل صاحب کے سپرد کرتا ہوں شاید خریداران یوسفی کی فہرست میں اُس سوت والی بڑھیا کے نام کے نیچے اس ناکارہ بوڑھے کا نام درج ہو جائے۔ اس کا خاص اثر میرے قلب پر ہے کہ آپنے احتیاط کا پہلو پیش نظر کرکے مکرر صرف کا بار خوشی گوارا فرمایا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمادے اور عالی ہمتی میں ترقی فرمائے۔ ترتیب رسالہ کی خدمت سے بھی عذر نہیں۔ گو اسکی لیاقت نہیں۔ لیکن میں دفعتاً بیمار ہوگیا۔ اسلئے ادھر میں کسی قدر مہلت کی اجازت کا مستدعی ہوں۔

والسلام

اس کا جواب جو جناب سر راجہ صاحب بہادر کی طرف سے آیا وہ درج ذیل ہے:۔

جہانگیر آباد راج ۱۰؍ دودھ

۲۶ مئی ۱۹۴۱ء

حضرت محترم دام ظلکم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صحیفۂ گرامی دست مبارک سے لکھا ہوا مع ایک خشت پختہ آیات قرآنی دم کی ہوئی بنیان مرصوص کے لئے شرف صدور فرماکر باعث صد افتخار ہوا۔ حقیقتاً یہ ایک دینی خدمت تھی جسکو جناب والا نے باحسن وجوہ خالصاً لوجہ اللہ انجام دی اب عملی کارروائی کے اجر سے بھی بمصداق الدال علی الخیر کفاعلہ ذات گرامی فائز ہوگی اور طفیل میں یہ خادم علمائے راسخین شریعت غرا شرف اندوز اور ماجور ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس توجہ خاص اور عنایت بے غایت کے اظہار تشکر کیلئے زبان و قلم قاصر ہے بس خاموشی حد تشکر ہے۔ امید ہے مزاج اقدس بخیر ہوگا۔ فقط والسلام مع الاکرام

طالب دعاء محمد اعجاز رسول عفی عنہ

اس کا جواب بھی حضرت اقدس مدظلہم العالی نے روانہ فرمایا جسکی نقل ملاحظہ ہو:۔

از احقر اشرف علی عفی عنہ۔ بگرامی خدمت عالی درجت مجمع الحسنات و منبع البرکات دامت مجالسہم بعالیہم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ صحیفۂ گرامی میں احقر کی محض لفظی خدمت و شرکت کو نظر خورد بین خانعیت سے ملاحظہ فرماکر اُسکا درجہ بڑھا یا گیا تھا ممنون یادآوری فرمایا۔ اول تو خدمت ہی کیا تھی پھر اُس کے بادی بھی جناب والا ہی تھے جب اد من کو شمار میں لایا گیا، تو جناب کی جو حقیقی خدمت ہے یعنی بقعۂ مطہرہ مبارکہ کی تکمیل مجھ پر بدرجۂ اولیٰ حق ہے کہ اوسکی مقبولیت و نافعیت اور باقیات صالحات میں ممتاز جگہ پانیکی دل سے دعا کرتا ہوں اور اس دعا کو بھی اپنی سعادت میں اضافہ سمجھوں، والسلام خیر ختام۔

از تھانہ بھون۔ یکم جمادی الاول ۱۳۶۰ھ

یہ وہ ضروری واقعات تھے جو میں نے بیان کر دئے اور جو ضروری مکتوبات تھے وہ درج کر دئے اب آخر میں ایک ضروری مکتوب اور درج کرتا ہوں جو عظمی جناب مولانا عبدالکریم صاحب.

گنگوہی زید مجدہم کا ہے جس میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا ایک سہل ترین طریقہ مندرج ہے۔ امید ہے کہ اس سے عام فائدہ پہونچے اور لوگ اس سے مستفیض ہوں۔ وہ مکتوب یہ ہے:۔

مکرم و محترم بندہ جناب وصل صاحب زاد الطافکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ابتک احقر کی طبیعت درست نہیں ہوئی سابقہ عریضہ کے بعد دوبارہ اختلاج کی شدت ہو گئی تھی۔ آج قدرے سکون ہونے پر گرامی نامہ کا جواب معروضۂ خدمت ہے اور انشاء اللہ اسی جمعہ تک حاضری خانقاہ کا ارادہ ہے اگر یہ معروض ناکافی ہو تو اُس وقت زبانی عرض کرونگا۔

سمت قبلہ معلوم کرنے کا طریقہ

(جس کو صاحب تصریح نے سہل ترین قرار دیا ہے)

اُن مقامات کے لئے جو مکہ معظمہ سے نوّے درجے سے کم فاصلے پر مشرق میں[عـ] واقع ہیں (یہ طریقہ صرف ۲۹ مئی اور ۱۴ جولائی[عـ] کو کار آمد ہے دو ایک یوم کی تقدیم تاخیر کا مضائقہ نہیں کہ تفاوت قلیل ہے)

جس جگہ کا سمت قبلہ معلوم کرنا چاہیں وہاں کے طول البلد کو غیاث اللغات وغیرہ یا کسی اٹلس سے معلوم کر کے ۴۰ درجہ کو (جو طول البلد ہے مکہ مکرمہ کا) اس میں سے تفریق کر دیں اور باقی کو ۴ میں ضرب دے کر حاصل ضرب کو ۶۰ پر تقسیم کر کے گھنٹے منٹ بنالیں۔ یہ فرق وقت ہوگا۔

عـ مغرب میں بھی یہی طریقہ کام دے سکتا ہے، مگر مشرق میں نصف النہار سے کہ موخر ہوگا اور مغرب میں مقدم اور جن مقامات کا بُعد مکہ معظمہ سے نوّے درجہ یا اس سے زائد ہو وہاں نصف النہار مکہ کے وقت رات ہوگی اور وہاں کیلئے مقابل مکہ سے حساب کیا جاتا ہے۔ عدم ضرورت کے سبب یہاں نہیں لکھا گیا۔ ۱۲ منہ

عـ یہ دونوں تاریخیں چغمینی کے قول کے مطابق ہیں موجودہ ماہرین فن کے اقوال میں اور بھی ہیں۔ مثلاً ۲۰ مئی اور ۱۶ یا ۱۷ جولائی لیکن یہ تفاوت قلیل قابل التفات نہیں۔ ان تاریخوں میں سے جس تاریخ میں بھی دیکھا جاویگا سمت قبلہ صحیح ہو جائے گی۔ ۱۲ منہ

مقامی نصف النہار اور نصف النہار مکہ مکرمہ میں مثلاً

	درجہ
جہانگیر آباد	۸۱
مکہ مکرمہ	۴۰
	۴۱
	۴
	۱۶۴ ÷ ۶۰ = ۲
	۱۲۰
	۴۴

پس دو گھنٹے ۴۴ منٹ فرقِ وقت ہوا۔ یہ ۲۹ مئی یا ۱۴ جولائی کو ایک فٹ یا کم و بیش مربع زمین کی سطح خوب ہموار کر کے اُس کے درمیان ایک کیل بالکل سیدھی نصب کی جاوے (وہ کیل تخمینی ۲۔ اِنچ ہو) اور مقامی دہوپ گھڑی سے ۱۲ بجے عہ وقت طالبین بعد ازان فرقِ وقت کے مطابق۔ یعنی جہانگیر آباد میں اس کیل کے سایہ کے منتہٰی پر ایک نقطہ لگا دیں اور اُس نقطہ سے کیل کے سر پر ڈور رکھ کر صحیح خط کشیدہ کریں اس خط کے مطابق مسجد کی جنوبی یا شمالی دیوار قائم ہوگی۔ والسلام

احقر عبد الکریم گمتھلوی عفی عنہ

از مدرسہ قدیمہ شاہ آباد ضلع کرنال۔ مورخہ ۲۹ ربیع الثانی سنہ ھ

عہ اور اگر وہان دہوپ گھڑی موجود نہ ہو تو اُس کیل کے گرد ایک فٹ کا دائرہ بنا کر اُس سے دہوپ گھڑی کا کام لیا جا سکتا ہے۔ تاریخ مذکور سے ایک دو دن پہلے صبح کے وقت دیکھیں۔ کہ کیل کا سایہ دائرے میں کس جگہ داخل ہوتا ہے۔ وہان پر بہت احتیاط سے ایک نقطہ لگا دیں (یہ مدخل ظل ہے) پھر شام کے وقت اس جگہ ایک نقطہ لگائیں جہان سے کیل کا سایہ دائرہ سے باہر نکلے (یہ مخرج ظل ہے)، پھر مدخل ظل اور مخرج ظل کے درمیان ایک خط کھینچ کر اوسکے نصف پر ایک نقطہ لگائیں اور مدخل و مخرج کے درمیان جو دائرے کا حصہ آیا ہے اوس کے نصف پر بھی ایک نقطہ لگائیں اور پھر ان دونوں نقطوں پر سے گزرتا ہوا ایک خط کیل تک کھینچ دیں یہ خط نصف النہار ہو جائیگا اب ۲۹ مئی یا ۱۴ جولائی کو جب کیل کا سایہ نصف النہار پر پڑے اُس وقت گھڑی میں ۱۲ بجائے جاویں۔ ۱۲۔ منہ

اب میں اپنے مقدمہ کو ختم کرتا ہوں - اس کے بعد اول اصل فتویٰ بعنوان رسالہ شروع ہوتا ہے جو روح ہے اس مجموعہ کی جس کا نام حضرت اقدس مدظلہم العالی نے **تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال** تجویز فرمایا ہے اور آخر میں ایک بڑے نو فتنہ کے انسداد کے لئے مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی استاذ مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ کا ایک محققانہ مضمون "مشرق اور سمت قبلہ" رسالہ معارف اعظم گڑھ سے بجنسہ نقل کرتا ہوں جسمیں سمت قبلہ کے متعلق مشرقی کے بے **اصل** شبہات و اعتراضات کا شافی کافی جواب دیا گیا ہے -

اس مکمل مجموعہ کو حضرت اقدس مدظلہم العالی نے تحقیق سمت قبلۃ البلاد بسعی رئیس جہانگیرآباد کے نام سے موسوم فرمایا ہے، لوح کی کل عربی عبارت حضرت اقدس مدظلہم العالی کی ہے - اس سے پہلے ایک اور سرورق ہے جسکا نام میں نے عوام کے سمجھنے کیلئے سمت قبلہ اور تاریخی نام قبلہ کے سمت کی پاکیزہ تحقیق اور لقب تاریخی سمت قبلہ کے لاجواب شرعی احکام رکھا ہے -
۱۳۶۰ھ ۱۳۶۰ھ

اللہ تعالیٰ اس رسالہ کو مقبول فرمائیں، جن جن علمائے دین اور مفتیان شرع متین نے اسمیں امداد فرمائی ہو اسکا اجر انکو نیک صلہ ملے اور اس مجموعہ کا ہر لفظ مسلمانوں کیلئے مفید اور سمت قبلہ کے دریافت کرنیوالوں کیلئے کارآمد ثابت ہو اور جناب سر راجہ صاحب بہادر جہانگیرآباد بالقابہ کی عالی ہمتی، سعی بلیغ، جذبہ اسلامی اور جوش ملی کا بہتر سے بہتر اجر اور اپنے اور اپنے حبیب حضرت نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلنے کی توفیق نیک عطا ہو، عمر و اقبال اور دولت و اجلال میں ترقی ہو-

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

اس سلسلے میں اگر میں اپنے محترم جناب ڈاکٹر سید نواب علی صاحب ایم اے کی مخلصانہ توجہات کا شکریہ ادا نہ کروں تو کمال ناشکر گزاری ہوگی، آپنے اس کار خیر میں جسقدر امداد فرمائی، میری ہمت افزائی کی اور اپنے مفید مشوروں سے مجھے سرفراز کیا اوسکا میں شکریہ ادا ہی نہیں کرسکتا۔ بجز اسکے کہ یہ کہوں

جزاکم اللہ خیر الجزاء اور بس -

تھانہ بھون
۱۵ رجون ۱۹۴۱ء

احقر وصل بلگرامی

تنقیح المقال
فی
تصحیح الاستقبال

از

جناب مولانا مولوی محمد شفیع صاحب زید مجدہم۔ مفتی دار العلوم دیوبند (سہارنپور)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ قصبہ جہانگیر آباد ضلع بارہ بنکی میں ایک مسجد تعمیر ہو رہی ہے جس کا سمت قبلہ ایک انجینیر صاحب نے ایک انگریزی ماہر ہیئت کے ذریعے سے دس درجہ جانب جنوب قرار دیا ہے، ایک دوسرے عالم دین ماہر ہیئت سے سمت قبلہ اٹھائیس دقیقہ، جانب شمال نکلا ہے، اس حالت میں جو حکم شرع شریف کا ہو اوس سے مطلع کیا جائے، اور عام طور سے مسجد کی تعمیر کے لئے سمت قبلہ کس طرح معلوم کیا جائے اس کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

الجواب

سمت قبلہ کی تعیین اور بنائے مسجد میں سنت سلف صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے آج تک یہ ہے کہ جس بلدہ میں مساجد قدیمہ مسلمانوں کی تعمیر کردہ موجود ہوں، اون کا اتباع کیا جائے ایسے مقامات میں آلات رصدیہ اور قواعد ریاضیہ کی تدقیق میں پڑنا، سنت کے خلاف اور باعث تشویش ہے۔ ہاں جنگلات اور ایسی نو آبادیات میں جن میں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں قواعد ریاضیہ سے مدد لی جاوے، تو مضایقہ نہیں، گو اون سے مدد لینا ضروری وہاں بھی نہیں۔ بلکہ وہاں بھی تحری اور تخمین قریبی آبادیوں کی مسجد کا کافی ہے۔ اور اگر مساجد بلدہ کی

سمتین کچھ باہم مخالف ہوں تو بظنِ غالب، یا تجربہ کار مسلمانوں کے اندازہ سے جو اون میں زیادہ اقرب معلوم ہوں، اوس کا اتباع کر لیا جاے۔ البتہ اگر کسی بلدہ کی عام مسجد کے متعلق قوی شبہہ ہو جائے کہ وہ سمتِ قبلہ سے اس درجہ منحرف واقع ہین کہ نماز ہی درست نہ ہوگی تو ایسی صورت میں اُنکا اتباع نہ کیا جاوے، بلکہ قواعد ریاضیہ سے سمت قبلہ کا استخراج کیا جاوے۔ یا اس بلدہ کے قریب کی کسی مسجد سے تخمینہ کرکے سمت قبلہ متعین کیا جائے لہذا صورتِ مندرجہ سوال میں انجنیر صاحب اور دوسرے ماہر ہئیت صاحب نے جو مخالف سمتین نکالی ہین دونوں کو نظر انداز کرکے مساجد قدیمہ کے مطابق مسجد تعمیر کی جاوے۔ اصل سوال کا جواب اتنا ہی ہے جو مقتضی ادلہ شرعیہ کا ہے، باقی مسئلہ سمت قبلہ کی تحقیق اور اسکے دلائل پر اجمالی نظر کے لئے سطور ذیل لکھی جاتی ہیں:۔

اس مسئلہ میں اصل قابلِ نظر دو چیزین ہیں۔

(۱) استقبال قبلہ جو نماز میں فرض ہے اس کی حد ضروری کیا ہے؟

(۲) بلاد بعیدہ میں اس ضروری سمت قبلہ کے معلوم کرنیکا شرعی طریق کیا ہے۔ یہ دونوں مسئلے جدا جدا سمجھ لئے جاوین تو مسئلہ زیر بحث خود بخود حل ہو جائیگا۔

پہلے مسئلہ کے متعلق مذہب مختار حنفیہ کا یہ ہے کہ جو شخص بیت اللہ شریف کے سامنے ہو اوس کے لئے عین کعبہ کا استقبال فرض ہے اور جو اوس سے غائب ہے اوس کے ذمہ جہت کعبہ کا استقبال ہے، عین کعبہ کا نہین۔ کما فی البدائع۔ وتعتبر الجهة دون العين كذا ذكر الكرخي والرازي وهو قول عامة مشايخنا بما وراء النهر (بدائع ص۱۱۸) ومثله في الهداية وعامة المتون والشروح جیسے کہ بدائع میں ہے کہ اعتبار جہتہ کعبہ کا کیا جاتا ہے نہ کہ عین کعبہ کا، ایسے ہی امام کرخی و امام رازی نے بیان کیا ہے اور یہی ماوراء النہر کے ہمارے عام مشائخ کا قول ہے (بدائع جلد اول ص۱۱۸) اور ایسے ہی ہدایہ اور عام متون و شروح مین ہے۔

پھر جہت قبلہ کے استقبال کے معنی یہ ہین کہ ایک خط جو کعبہ پر گزرتا ہوا جنوب و شمال پر منتہی ہو جائے، اور نمازی کے وسط جبہہ سے ایک خط مستقیم نکل کر اوس پہلے خط سے اس طرح تقاطع کرے کہ اوس سے موقع تقاطع پر دو زاویہ قائمہ پیدا ہو جاوین وہ قبلہ مستقیم ہو

اور اگر نمازی اتنا منحرف ہو کہ وسط جبہہ سے نکلنے والا خط تقاطع کرکے زاویۂ قائمہ پیدا نہ کرے، بلکہ حادہ یا منفرجہ پیدا کرے، لیکن وسط جبہہ کو چھوڑ کر پیشانی کے اطراف میں کسی طرف سے نکلنے والا خط زاویۂ قائمہ پیدا کرے تو وہ انحراف قلیل ہے، اوس سے نماز صحیح ہو جاوے گی، اور اگر پیشانی کی کسی طرف سے بھی ایسا خط نہ نکل سکے جو خط مذکور پر زاویۂ قائمہ پیدا کردے تو وہ انحراف کثیر ہے، اوس سے نماز نہ ہوگی۔ اور علمائے ہیئت وریاضی نے انحراف قلیل وکثیر کی تعیین اس طرح کی ہے کہ پینتالیس (۴۵) درجہ تک انحراف ہو تو قلیل ہے، اوس سے زائد ہو تو کثیر مفسدِ صلوٰۃ ہے۔ (کما سیاتی عن الخیریۃ) چنانچہ عنقریب فتاویٰ خیریہ سے نقل ہو کر آتا ہے انحراف قلیل وکثیر کی تعیین میں فقہائے امت اور علمائے ہیئت کے اور بھی اقوال ہیں جن میں سے بعض اس سے زیادہ وسعت کو چاہتے ہیں اور بعض میں اس سے کم گنجائش نکلتی ہے۔ اس جگہ ہم نے بنظر احتیاط اوسط سمجھ کر اس قول کو اختیار کیا ہے دلیل اس کی عبارات ذیل ہیں۔

فی رد المحتار۔ بل المفهوم مما قدمناه عن المعراج والدرر من التقييد بحصول زاويتين قائمتين عند انتقال المستقبل لعين الكعبة يمينا ويسارا انه لا يصح لو كانت احدهما حادة والاخرى منفرجة (الى ان قال) فعلم ان الانحراف اليسير لا يضر وهو الذى يبقى معه الوجه او شيء من جوانبه مسامتا لعين الكعبة او لهوائها بان يخرج الخط من الوجه او من بعض جوانبه ويمر على الكعبة او هوائها

شامی میں لکھا ہے بلکہ اوس عبارت سے جس کو ہم نے پہلے معراج اور دُرر سے نقل کیا ہے کہ استقبال کرنے والے کے منتقل ہونے کے وقت عین کعبہ پر دو زاویۂ قائمہ حاصل ہونے کی قید ہے۔ یہ سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک حادہ اور دوسرا منفرجہ ہوگا تو نماز صحیح نہ ہوگی (یہانتک کہ) اس سے معلوم ہوا کہ انحراف قلیل مضر نہیں اور وہ وہ ہے جسکے وقت چہرہ یا اوس کے ہر دو جانب عین کعبہ یا خلائے کعبہ کی سمت میں رہیں اس طرح کہ چہرہ یا اوسکی کسی جانب سے اگر ایک خط مستقیم نکالا جائے تو وہ کعبہ یا فضائے کعبہ

مستقیما ولا یلزم ان یکون الخط الخارج علی استقامتہ خارجا من جبہتہ المصلی بل منہا او من جوانبہا (شامی ہندی صفحہ ۲۸۷ ج ۱) ویویدہ ما فی الفتاوی الخیریۃ وعن ابی حنیفۃ رح المشرق قبلۃ اہل المغرب۔ والمغرب قبلۃ اہل المشرق، والجنوب قبلۃ اہل الشمال، والشمال قبلۃ اہل الجنوب وعلیہ فالانحراف القلیل لا یضر اہ (خیریہ صفحہ ۷ ج ۱) وایضاً یویدہ ما فی البحر فلو فرض مثلا خطا من تلقاء وجہ المستقبل للکعبۃ علی التحقیق فی بعض البلاد وخط اٰخر یقطعہ علی زاویتین قائمتین من جانب یمین المستقبل وشمالہ لا یزول تلک المقابلۃ بالانتقال الی الیمین والشمال علی ذلک الخط بفراسخ کثیرۃ ولذا وضع العلماء قبلۃ بلد وبلدین و بلاد علی سمت واحد (بحر صفحہ ۲۸۰ ج ۱) ومثلہ فی رد المحتار عن الفتح وشرح المنیۃ وزاد الفقیر وغیرہ۔

وفی الخیریۃ تحت قولہ (سئل)

پر گزر جائے اور یہ ضروری نہیں کہ وہ خارج ہونیوالا خط مستقیم نمازی کی پیشانی سے نکلے بلکہ پیشانی سے یا اوس کی ہر دو جانب سے (شامی ج ۱ صفحہ ۲۸۷) اور فتاوی خیریہ کی یہ عبارت بھی اس کی موید ہے کہ امام ابوحنیفہ رح سے روایت ہے کہ مشرق اہل مغرب کا قبلہ ہے اور مغرب اہل مشرق کا اور جنوب اہل شمال کا اور شمال اہل جنوب کا۔ اور اس کلام سے ثابت ہوا کہ انحراف قلیل مضر نہیں (خیریہ صفحہ ۷ ج ۱) اور بحر الرائق کی یہ عبارت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ مثلاً کسی شہر میں ایک شخص صحیح طور سے کعبہ کا استقبال کئے ہوئے ہو اور اسکے چہرہ سے ایک خط (نکلتا ہوا) فرض کریں۔ ایک دوسرا خط اوسکا قاطع فرض کریں کہ وہ پہلے خط کو قطع کرتا ہوا دائیں بائیں جانب دو زاویئے قائمہ بنائے (اس صورت میں جہۃ کعبہ کا) مقابلہ زائل نہ ہوگا اگرچہ وہ شخص اسی خط پر میلوں دائیں بائیں جانب ہٹتا جائے اور جگہ بدلتا رہے اسی لئے علما نے ایک شہر اور دو شہر اور کئی شہروں کے قبلے ایک سمت پر قائم کئے ہیں (بحر ج ۱ صفحہ ۲۸۰) ایسے ہی فتح القدیر و شرح منیۃ المصلی اور زاد الفقیر وغیرہ سے شامی میں نقل ہے اور فتاوی خیریہ میں قول سئل

ومن القواعد الفلكية اذا كان
الانحراف عن مقتضى الادلة اكثر
من خمسين واربعين درجةً(ع)
بمنة اويسرة يكون ذلك
الانحراف خارجا عن جهة الربع
الذى فيه مكة المشرفة من غير
اشكال (الى) فهل هذه المحاريب
التى انحرافها كثير فاحش يجب
الانحراف فيها يسرة الى جهة مقتضى
الادلة والحالة ماذكرنا ام لا - واذا
قلتم يجب فهل اذا عاند شخص وصلى
فى هذه المحاريب بعد اثبات ما
ذكرنا تكون صلوته فاسدة الخ
اجاب بحيث زالت بالانحراف
المذكور المقابلة بالكلية بحيث لم يبق
شيء من سطح الوجه مسامتا
للكعبة عدم الاستقبال المشروط
لصحة الصلوة بالاجماع واذا
عدم الشرط عدم المشروط
(خيريه صفحه ۱۰)

کے تحت میں ہے اور قواعد فلکیہ سے یہ
بھی ثابت ہوتا ہے کہ دائیں بائیں جانب کا
انحراف (قبلہ سے) بلحاظ دلائل (فلکیہ) ۴۵ درجہ
سے زائد ہو تو یہ انحراف بغیر اشکال مکہ مکرمہ کی
جہت ربع سے باہر ہوگا (یعنی قبلہ کا استقبال
نہ ہوگا) (یہاں تک (الی) یعنی درمیانی
عبارت چھوڑ کر) حالات مذکورہ میں وہ مساجد
جنکا انحراف (قبلہ سے) حد سے زیادہ ہو تو کیا
انہیں واجب ہوگا کہ قواعد ریاضیہ کی رو سے
جو سمت نکلے اوس طرف مائل ہوجاویں یا
نہیں اگر انحراف کو واجب کہتے ہو اس
صورت میں اگر کوئی معاند بعد ثبوت دلائل ان
محاریب منحرفہ) کی طرف نماز پڑھے کیا اوسکی
نماز فاسد ہوگی - جواب جب انحراف مذکور
سے اس طور پر کہ مقابلہ کعبہ بالکلیہ زائل ہوگیا
کہ چہرہ کے سامنے کا کوئی حصہ کعبہ کے مقابل
باقی نہ رہا استقبال قبلہ مشروط صحت نماز
کے لئے اجماعاً نہ پایا گیا - جب شرط
(یعنی استقبال قبلہ) نہ پایا گیا، مشروط
(یعنی نماز) بھی نہ ہوگی -

عبارات مذکورہ سے سمت قبلہ اور استقبال قبلہ کی جو حد ضروری معلوم ہوئی ہے اسکا
حاصل سہل اور عامیانہ عبارت میں یہ ہے کہ انسان کے چہرہ کا کوئی ذرا سا ادنیٰ حصہ

ع فيصير مجموع السمت تسعون درجة وهو ربع الدائرة ۔۱۲ محمد شفیع عفا عنہ

خواہ وسط چہرہ کا ہو، یا داہنی بائیں جانب کا، بیت اللہ شریف کے کسی ذرا سے حصے کے ساتھ مقابل ہوجاوے۔ اور فن ریاضی کی اصطلاحی عبارت میں یہ ہے کہ عین کعبہ سے پینتالیس ۴۵ درجہ تک بھی انحراف ہوجائے، تو استقبال فوت نہیں ہوتا، اور نماز صحیح ہوجاتی ہے، اس سے زائد انحراف ہو تو استقبال فوت ہو کر نماز فاسد ہوجائے گی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ انحراف قلیل جو عام طور پر کہیں جنوباً کہیں شمالاً واقع ہوجاتا ہے یہ ناقابل التفات ہے، اوس کی وجہ سے نہ کسی مسجد کی جہت بدلنے کی ضرورت ہے، نہ اوسکو قائم رکھتے ہوئے کسی طرف مائل ہونے کی ضرورت ہے۔

دوسرا مسئلہ[ع] یہ ہے، کہ بلاد بعیدہ میں سمت قبلہ اور جہت استقبال معلوم کرنے کا شرعی طریقہ کیا ہے؟ صحابہ و تابعین اور جمہور امت کا اوسمیں تعامل کس طرح ہے؟ اور یہ کہ قواعد ریاضیہ کا استعمال اس کام کے لئے جائز و معتبر ہے یا نہیں؟ اور ہے تو کس درجہ میں؟

اس بارے میں پہلے بطور مقدمہ یہ بتلا دینا مناسب ہے، کہ شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے تمام احکام کی بنا دیسر و سہولت اور سادگی و بے تکلفی پر ہے۔ فلسفیانہ تدقیقات پر نہیں۔ کیونکہ دائرہ حکومت اس شریعت کا تمام عالم کے بحر و بر، دراسود و داحمر، شہری و دیہاتی آبادیوں اور ادنکے سکان پر حاوی ہے۔ اسلامی فرائض نماز و روزہ وغیرہ جس طرح شہریوں اور تعلیم یافتہ طبقات پر عائد ہیں۔ اسی طرح دیہاتیوں اور پہاڑ کے درون اور جزائر کے رہنے والے ناخواندہ و ناواقف لوگوں پر بھی عائد ہیں۔ اور جو احکام اس درجہ عام ہوں، اوسمیں بمقتضا عقل و حکمت و رحمت کا یہی ہے کہ ادن کو تدقیقات اور قواعد ریاضیہ یا آلات رصدیہ پر موقوف نہ رکھا جاوے تاکہ ہر عام و خاص خواندہ و ناخواندہ بآسانی اپنے فرائض انجام دے سکے۔ شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام تر احکام اسی نظریہ کے ماتحت بالکل آسان اور سادہ طریق پر آئے۔ روزہ رمضان کا مدار چاند دیکھنے پر رکھا گیا، حسابات ریاضیہ پر نہیں۔ مہینے قمری رکھے گئے ہیں، جنکا مدار رویت ہلال پر ہے۔ شمسی مہینے جنکا مدار خاص حسابات ریاضیہ پر ہے عام احکام شرعیہ میں اونکو نہیں لیا گیا۔ اسی طرح

ع اس مسئلہ کی مکمل مزید و مفید توضیح خود حضرت مؤلف کی لکھی ہوئی بعنوان سمت قبلہ اور استقبال قبلہ رسالہ ہٰذا کے صفحہ ۴۴ و ۴۵ میں مندرج ہے واجب الملاحظہ ہے ۱۲ وصل

احکام اسلامیہ کے تتبع سے بکثرت اس کے نظائر معلوم کئے جا سکتے ہیں۔

اس مختصر مقدمہ کے بعد مسئلہ زیر بحث میں یہ فیصلہ کر لینا آسان ہو گیا کہ سمت قبلہ اور استقبال قبلہ جس کا ہر مسلمان دن میں پانچ مرتبہ مامور ہے اوس کے لئے شریعت نے ضرور کوئی آسان اور بالکل سادہ طریقہ اختیار کیا ہوگا جسکو ہر شہری و دیہاتی بآسانی عمل میں لا سکے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد اسکے متعلق یہ ہے۔ ما بین المشرق والمغرب قبلۃ (رواہ الترمذی عن ابی ھریرۃ) یعنی مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے۔ (اس کو ابوہریرہ سے ترمذی میں روایت کیا) یہ ارشاد اگرچہ تمام عالم کے لئے نہیں بلکہ خاص اہل مدینہ اور اوسکے قرب وجوار کے لئے ہے۔ لیکن اتنی بات اس میں عام ہے کہ سمت قبلہ کی تعیین میں زیادہ تدقیق کا تکلف نہیں بنایا بلکہ بین المشرق والمغرب (مشرق ومغرب کے درمیان) فرماکر پوری جہت جنوب کو قبلہ قرار دیدیا اور اس سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس حدیث میں بین المشرق والمغرب سے اصطلاح ریاضی پر نقطہ مغرب و مشرق کی درمیانی قوس یعنی نصف دائرہ مراد نہیں جس سے ربع دائرہ کا قول جو بحوالہ بحر یہ ذکر کیا گیا ہے اوس کے مخالف حدیث ہونے کا شبہہ ہو سکے بلکہ محاورے کے مطابق پوری جہت جنوب کا بتلانا مقصود ہے۔ تو جس طرح مدینہ طیبہ میں مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ ہے اسی طرح ہندوستان میں جنوب و شمال کے درمیان قبلہ کہا جا سکتا ہے۔ یعنی پوری جہت مغرب۔

وقد نص علیہ احمد بن خالد بان قول عمر ما بین المشرق والمغرب قبلۃ قالہ بالمدینۃ فمن کانت قبلتہ مثل قبلۃ المدینۃ فھو فی سعۃ مما بین المشرق والمغرب ولسائر البلدان من السعۃ فی القبلۃ مثل ذلک بین الجنوب والشمال وقال ابو عمر بن عبد البر لا خلاف بین اھل العلم فیہ۔ (کتاب الخط صفحہ ۲۵ ج ۱)

اور احمد بن خالد نے تصریح فرمائی ہے کہ حضرت عمر نے "ما بین المشرق والمغرب قبلۃ" مدینہ منورہ میں فرمایا تھا۔ لہذا جس کا قبلہ مدینہ کے قبلہ کی طرح ہو اوسکو مشرق و مغرب کے درمیان قبلہ کی گنجائش ہے۔ باقی شہروں میں جنوب و شمال کے درمیان کی وسعت ہوگی ابو عمر بن عبد البر مالکی فرماتے ہیں کہ اہل علم اس امر میں اختلاف نہیں رکھتے یعنی سب متفق ہیں (کتاب الخط صفحہ ۲۵ ج ۱)

پھر حضرات صحابہ و تابعین اور اون کے بعد عامۂ مسلمین کے تعامل نے اوسکو بالکل واضح کر دیا۔ کہ بلاد بعیدہ میں جہاں کہیں حضرات صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں، یا آپ کے بعد پہونچے ہیں، وہاں نمازیں ادا کرنے اور مستقل قیام کی صورت میں مساجد بنانے میں ان حضرات سے کہیں منقول نہیں کہ آلات رصدیہ سے کام لیکر سمت قبلہ متعین کی ہو بلکہ موٹے موٹے آثار و نشانات اور شمس و قمر اور قطب وغیرہ مشہور و معروف ستاروں کی پہچان سے ایک اندازہ قائم کر کے محض تحری و تخمینہ سے سمت قبلہ متعین فرمائی ہے۔

علامہ مقریزی نے کتاب الخطط میں نہایت کافی تفصیل و وضاحت کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرات صحابہؓ نے مصر اور دوسرے بلاد میں اسی طرح موٹے موٹے آثار و نشانات کے ذریعہ اندازہ و تحری سے کام لیکر مساجد بنائی ہیں۔ اور عام مسلمانوں نے انکا اتباع کیا ہے۔ اور احمد بن طولون نے جب مصر میں اپنی مسجد کی بناڈالی تو مدینۂ طیبہ آدمی بھیجکر مسجد نبوی کی سمت قبلہ خاص طریق پر دریافت کرائی اور اوس کے موافق مسجد بنائی جو جامع عمرو بن عاص فاتح مصر سے کسی قدر منحرف ہے۔ لیکن علماء نے جامع عمرو بن عاص کے اتباع کو ہی اولیٰ قرار دیا ہے اور مصر و اطراف مصر کی مساجد اسی کے مطابق ہیں۔ کتاب الخطط کی بقدر ضرورت عبارت یہ ہے کہ:۔

قال لکندی وقال یزید بن ابی حبیب سمعت اشیاخنا ممن حضر مسجد لفتح (یعنی جامع عمرو بن لعاص) یقولون وقف علی اقامة قبلة المسجد لجامع ثمانون رجلا من اصحاب رسول الله صلی الله علیه وسلم منهم الزبیر بن العوام والمقداد وعبادة بن الصامت وابو الدرداء وفضالة بن عبید وعقبة بن عامرؓ وفی روایة اسس مسجدنا هذا

کندی کا قول ہے کہ یزید بن حبیب فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے اون شیوخ (و اساتذہ) سے جو مسجد الفتح (یعنی جامع عمرو بن العاص کے تعمیر) کے وقت موجود تھے یہ سنا ہے کہ جامع مسجد کے قبلہ کی تصحیح کے واسطے اسّی صحابہؓ مقرر کئے گئے تھے اونمیں حضرت زبیر بن العوام۔ مقداد۔ عبادۃ بن الصامت ابو درداء فضالہ بن عبید۔ عقبہ بن عامرؓ تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہماری اس مسجد کی بنیاد

اربعة من الصحابة ابوذر وابو بصيرة ومحمئة بن جزء الزبيدى ونبيه بن صواب۔ قال عبد الله بن ابى جعفر اقام محرابنا هذا عبادة بن الصامت ورافع بن مالك وهما نقيبانؑ وقال داؤد بن عقبة ان عمرو بن العاص بعث ربيعة بن شرجيل بن حسنة وعمرو بن علقمة القرشى ثم العدوى يقيمان القبلة وقال لهما قوما اذا زالت الشمس اوقال انتصف الشمس فاجعلاها على حاجبيكما ففعلا۔ وقال الليث ان عمرو بن كان يمد الحبال حتى اقيمت قبلة المسجد۔ وقال عمرو بن العاص شرقوا القبلة تصيبوا الحرم قال فشرقت جدا الخ۔

کتاب الخطط للمقریزی
ص ۲۴۶ و ۲۴۷
ج - ۲

چار صحابہؓ نے رکھی۔ ابوذر و ابو بصیرہ و محمئہ ابن جزء الزبیدی و نبیہ بن صواب۔ نیز عبد اللہ ابن ابی جعفر فرماتے ہیں کہ ہماری اس محراب کو عبادہ بن الصامت رافع بن مالک نے قائم فرمایا اور یہ دونوں نقیب تھے۔ داؤد بن عقبہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص نے ربیعہ بن شرجیل بن حسنہ اور عمرو بن علقمہ قرشی عدوی کو قبلہ کے قائم کرنے کے واسطے بھیجا تھا اور یہ فرمایا تھا کہ وہاں کھڑے رہو جب سورج ڈھلے یا یہ فرمایا کہ نصف النہار پر پہنچے تو سورج کو حاجبین (بھوؤں) پر لینا۔ ہر دو نے ایسا ہی کیا۔ اور امام لیث فرماتے ہیں کہ حضرت عمرو بن العاص نے رسی تانکر (پھیلاکر) قبلۂ مسجد کو قائم فرمایا اور حضرت عمرو بن العاص نے فرمایا کہ قبلہ شرق کے طرف رکھو تو حرم کعبہ کا صحیح استقبال ہوگا۔ لیثؒ نے فرمایا کہ اسی لئے ہم نے (قبلہ کو) مشرق کی طرف زیادہ مائل کردیا۔

(کتاب الخطط للمقریزی ج - ۲ ص ۲۴۶ و ۲۴۷)

عہ قال فی مجمع البحار وکان احد عبادة من النقباء هو جمع نقيب وهو كالعريف على القوم المقدم عليهم يتعرف اخبارهم وينقب عن احوالهم اى يفتش اه ص ۳۰۲ (حضرت عبادہؓ نقبا میں سے تھے نقبا جمع نقیب کی ہے اور نقیب بمعنی عریف قوم کے اس سردار کو کہتے ہیں جو ان کے حالات سے باخبر رہے اور انکے واقعات کی تفتیش کرے) ۱۲ منہ

روایات مذکورہ میں اگرچہ بظاہر قدرے اختلاف نظر آتا ہے، لیکن اول تو غور کرنے کے بعد یہ تعارض رفع ہوجاتا ہے، کیونکہ صحابہ کی ایک بڑی جماعت کی شرکت میں یہ کام ہوا۔ روایت کرنے والوں نے اپنے علم کے مطابق خاص خاص صحابہ کی طرف منسوب کیا جسمیں دوسروں کی نفی نہیں۔ ثانیاً یہ سب روایات اتنی بات پر متفق ہیں کہ سمت قبلہ کی تعیین میں آلات رصدیہ اور قواعد ریاضیہ سے کام نہیں لیا گیا حالانکہ مصر جیسا شہر اسکے جاننے والوں سے خالی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ محض تحری و تخمین سے سمت قبلہ مقرر کی گئی وہو المراد۔ اور اسی لئے صاحب بحرالرائق فرماتے ہیں :۔

لا عذر لاحد فی الجھل بالادلۃ الظاھرۃ المعتادۃ کالشمس والقمر وغیر ذلک اما دقایق علم الھیئۃ و صور النجوم الثوابت فھو معذور فی الجھل بھا (الی ان قال) قال ومحاریب الدنیا کلھا نصبت بالتحری حتے منی ولم یزد علیہ شئ وھذا اخلاف ما نقل عن ابی بکر الرازی فی محراب المدینۃ انہ مقطوع بہ فانما نصبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالوحے بخلاف سائر البقاع حتے قیل ان محراب منٰی نصبت بالتحری والعلامات وھو اقرب المواضع الی مکۃ۔

(بحر ص ۳۰۲ ج ۱)

دلائل ظاہرہ عادیہ مثل سورج چاند وغیرہ سے جہل کی معذوری کسی شخص کی بھی قابل قبول نہیں (البتہ) علم ہیئت اور صور ستارگان غیر سیارہ کے دقائق کا نہ جاننا عذر صحیح ہے ا یہ بھی کہا) کہ دنیا کی مساجد کے تمام محرابین یہانتک کہ مسجد منٰی کی بھی تحری و اندازے سے قائم کی گئی ہیں تحری کے علاوہ کوئی زیادتی نہیں کی گئی (یعنی آلات رصدیہ سے کام نہیں لیا گیا) (البتہ) اس عموم سے وہ مستثنیٰ ہے جوکہ ابوبکر رازی سے منقول ہے کہ محراب مدینہ قطعی اور یقینی ہے تخمینی نہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وحی کے ذریعہ قائم فرمایا ہے بخلاف باقی شہروں کے (کہ تحری و علامات سے ہوئے) منیٰ جوکہ خانہ کعبہ سے قریب ترہے وہ بھی تحری وعلامات پر قائم کیگئی۔ بحر ص ۳۰۲ ج ۱

ومثله فی رد المحتار۔

اور ملک العلماء صاحب بدائع فرماتے ہیں۔

وان کان نائیا عن الکعبة غائبا عنها یجب علیه التوجه الی جهتها وهی المحاریب المنصوبة بالامارات الدالة علیها لا الی عینها (ثم قال) اما اذا جعلت قبلة الجهة وهی المحاریب المنصوبة لا یتصور ظهور الخطاء فنزلت الجهة فی هذه الحالة منزلة عین الکعبة فی حال المشاهدة ولله تعالی ان یجعل ای جهة شاء قبلة لعباده علی اختلاف الاحوال والیه وقعت الاشارة فی قوله تعالی سیقول السفهاء من الناس ما ولٰهم عن قبلتهم التی کانوا علیها قل لله المشرق والمغرب یهدی من یشاء الی صراط المستقیم ولانهم جعلوا عین الکعبة قبلة فی هذه الحالة بالتحری وانه مبنی علی مجرد شهادة القلب من غیر امارة

اور شامی میں بھی اسیطرح بیان ہے۔

اگر (مصلی) کعبہ سے دور اور اوس سے غائب ہو اوس وقت جہت کعبہ کی طرف توجہ کرنا واجب ہے۔ نہ عین کعبہ کی طرف اور جہت کعبہ وہ محرابیں ہیں جو علامات دالہ سے قائم کی گئی ہیں۔ (پھر فرماتے ہیں) کہ جب نمازی کا قبلہ محرابہائے قائمہ مقرر کردی گئیں ہیں اوسمیں خطا وغلطی ظاہر نہوگی کیونکہ جہت قبلہ اس وقت بمنزلہ عین کعبہ کے قرار دیدی گئی۔ حالات کے بدلنے میں حق تعالیٰ کو اختیار ہے کہ بندوں کے واسطے جس چیز کو چاہیں قبلہ توجہ بنادیں۔ حق تعالیٰ شانہ کے اس قول میں اشارہ اسی طرف ہے۔ اب تو (یہ) بیوقوف لوگ ضرور کہیں ہی گے کہ ان (مسلمانوں) کو ان کے سابق سمت قبلہ سے (کہ بیت المقدس تھا) جس طرف پہلے متوجہ ہوا کرتے تھے کس (بات) نے بدل دیا۔ آپ فرما دیجئے کہ سب مشرق اور مغرب اللہ ہی کی ملک ہیں ہیں جس کو خدا ہی چاہیں (یہ) سیدھا طریق بتلادیتے ہیں۔ (دوسری وجہ) یہ ہے کہ کعبہ سے دور ہونے کی صورت میں عین کعبہ کو تحری واندازہ سے قبلہ بنایا گیا ہے اور

والجھۃ صارت قبلۃ باجتھادھم المبنی علی الامارات الدالۃ علیھا من النجوم والشمس والقمر وغیر ذلک فکان فوق الاجتھاد بالتحری ولھذا من دخل بلدۃ وعاین المحاریب المنصوبۃ فیھا یجب علیہ التوجہ الیھا ولا یجوز لہ التحری الخ (بدائع ص۱۱۸ ج ۱)

وفی فتاوی قاضی خان وجھۃ الکعبۃ تعرف بالدلیل والدلیل فی الامصار والقری المحاریب التی نصبھا الصحابۃ والتابعون فعلینا اتباعھم فی استقبال المحاریب المنصوبۃ فان لم تکن فالسوال من الاھل اھ۔

اور تحری کا مدار عین شہادت قلب پر ہے جسمیں علامات سے استدلال کا دخل نہیں) اور جہت کعبہ کو قبلہ بنانے کا مدار شمس وقمر وغیرہ علامات والہ سے استدلال پر ہے اس لئے بذریعہ امارات وعلامات جہت کو قبلہ قرار دینا اس سے بہتر ہے کہ محض تحری واندازہ سے عین کعبہ کیطرف استقبال کیا جاوے اسی لئے جو شخص کسی شہر میں داخل ہو اور وہاں کی قائم شدہ محرابین دیکھے اسکو نماز کے واسطے) اسی طرف توجہ واجب ہے تحری واجتہاد جائز نہیں الخ بدائع ج ۱ ص۱۱۸۔ اور فتاوی قاضی خان میں ہے کہ جہت کعبہ دلیل سے معلوم کی جاتی ہے اور شہر اور آبادی میں دلیل (قبلہ) وہ محرابین ہیں جنکو صحابہؓ وتابعینؒ نے قائم فرمایا ہے۔ اس لئے ہمارے ذمہ واجب ہے کہ محرابہائے قائمہ میں اونہیں کا اتباع کرین ہاں اگر کسی جگہ ایسی محرابیں موجود نہ ہوں اوسوقت جو اسکے اہل ہوں اون سے دریافت کیا جاوے۔

عبارات مذکورہ سے ثابت ہوا کہ بلاد بعیدہ میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا صحیح طریقہ جو سلف سے چلا آتا ہے یہ ہے کہ جن بلاد میں مساجد قدیمہ موجود ہیں اون کا اتباع کیا جائے کیونکہ اکثر بلاد میں تو خود حضرات صحابہؓ وتابعینؒ نے مساجد کی بنیادین ڈالی ہیں اور سمت قبلہ متعین فرمائی ہے اور پھر اونہیں کو دیکھکر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی اپنی مساجد بنائی ہیں

اس لئے یہ سب مساجد مسلمین سمت قبلہ معلوم کرنے کیلئے کافی و وافی ہیں۔ انہیں بلا وجہ شہادت فلسفیہ نکالنا شرعاً محمود نہیں بلکہ مذموم اور موجب تشویش ہے، بلکہ بسا اوقات ان تشویشات میں پڑنے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے کہ حضرات صحابہؓ و تابعین اور عامۃ المسلمین پر بدگمانی ہو جاتی ہے کہ اُنکی نمازیں اور قبلہ درست نہیں۔ حالانکہ یہ باطل محض اور سخت جسارت ہے۔ آٹھویں صدی ہجری کے مشہور و معروف عالم ابن رجب حنبلی اسی بنا پر سمت قبلہ میں آلات رصدیہ اور تدقیقات ریاضیہ میں پڑنے کو منع فرماتے ہیں۔ ولفظہ:-

واما علم التسيير فاذا تعلم منه ما يحتاج اليه للاستهداء ومعرفة القبلة والطرق كان جائزاً عند الجمهور وما زاد عليه فلا حاجة اليه وهو يشغل عما هو اهم منه وربما ادى التدقيق فيه الى اساءة الظن بمحاريب المسلمين في امصارهم

لیکن علم تسییر[1] سوا دکو اسقدر حاصل کرنا جمہور کے نزدیک جائز ہے جس سے راہ یابی اور قبلہ اور راستوں کی شناخت ہو سکے اس سے زیادہ کی ضرورت نہیں کہ وہ (یعنی زیادہ سیکھنا) امور ضروریہ سے غافل کر دے گا اور بعض مرتبہ تدقیقات فلکیہ میں پڑنا عامۂ بلاد اسلامیہ میں جو مسلمانوں کی مسجدیں ہیں اون کے متعلق بدگمانی پیدا کر دیتا ہے۔ اس فن میں مشغول ہونے والوں کو ہمیشہ اس قسم کے شبہات پیش آئے ہیں اس سے یہ بھی اعتقاد پیدا ہوگا کہ بہت سے شہروں میں

---

[1] علم تسییر فن نجوم کے ایک خاص عمل سے متعلق ہے جسکی توضیح قاضی محمد اعلیٰ صاحب تھانوی نے کشاف اصطلاحات الفنون میں اس طرح کی ہے: اعلم انهم يحركون دلائل الطالع من درجة الطالع والعاشر وغيرها اى يعتبرون حركتها في السنة الشمسية بمقدار درجة واحدة من المعدل ويسمون هذا العمل تسييرا واذا بلغ التسيير بجد كوكب ما من الخمسة المتحيرة يسمى موضعه بدرجة القسمة (ص ۳۸۵ ج ۴) (یہ عبارت چونکہ فن نجوم کے مخصوص عمل سے متعلق ہے ترجمہ ہونے کے بعد بھی عوام نہیں سمجھ سکتے اس لئے ترجمہ نہیں کیا گیا)

كما وقع في ذلك كثير من اهل هذا العلم قديما وحديثا وذلك يفضي الى اعتقاد خطاء الصحابة والتابعين في صلوتهم في كثير من الامصار وهو باطل وقد انكر الامام احمد الاستدلال بالجدي وقال انما ورد ما بين المشرق والمغرب قبلة (صـ)

صحابہؓ وتابعین کی نمازین غلط طریقہ پر تعیین اور یہ بالکل لغو و باطل ہے۔ امام احمدؒ نے (ستارہ) جدی (جسکو ہمارے بلاد میں قطب کہتے ہین) سمت قبلہ مین اُس سے بھی استدلال کرنے کو منع کیا اور فرمایا کہ حدیث شریف مین (صرف) ما بین المشرق والمغرب قبلۃ آیا ہے یعنی مشرق و مغرب کی درمیانی پوری جہت قبلہ ہے۔

اور جن جنگلات یا نوآبادیات وغیرہ میں مساجد قدیمہ موجود نہون وہان شرعی طریقہ جو سنت صحابہؓ وتابعین سے ثابت ہے یہ ہو کہ شمس وقمر اور قطب وغیرہ کے مشہور و معروف ذرائع سے اندازہ قائم کرکے سمت قبلہ متعین کرلی جاوے اگر اس میں معمولی میلان وانحراف بھی رہے تو اسکو نظر انداز کیا جاوے، کیونکہ حسب تصریح صاحب بدائع ان بلاد بعیدہ میں تحری اور اندازہ سے قائم کردہ جہت ہی قائم مقام کعبہ کے ہے۔ اور اسی پر احکام دائر ہیں۔ جیسے شریعت نے نیند کو قائم مقام خروج ریح کا قرار دیکر اسی پر نقض وضو کا حکم کردیا۔ یا سفر کو قائم مقام مشقت کا قرار دیکر مطلقاً سفر پر رخصتین مرتب کردین، حقیقۃً مشقت ہو یا نہو۔ اسی طرح بلاد بعیدہ میں مشہور ومعروف نشانات وعلامات کے ذریعہ جو سمت قبلہ تحری واندازہ سے قائم کی جائیگی وہی شرعاً قائم مقام کعبہ کی ہوگی۔

علامہ بحر العلوم نے رسائل الارکان میں اسی مضمون کو بالفاظ ذیل بیان کیا ہے:-

والشرط وقوع المسامتة على حسب ما يرى المصلي ونحن غير مامورين بالمسامتة على ما يحكم به الآلات الرصدية ولهذا

اور استقبال قبلہ میں شرط وضروری صرف یہ ہے کہ نمازی کی رائے اور اندازہ کے موافق کعبہ کے ساتھ مسامتت (محاذات) واقع ہوجاوے۔ اور ہم اسکے مکلف نہین کہ وہ درجہ مسامتت ومحاذات کا پیدا کرین جو آلات رصدیہ کے ذریعہ حاصل

فتوا ان الانحراف المفسد ان یتجاوز المشارق والمغارب (رسائل الارکان ص۵۳)

کیا جا سکتا ہے اسی لئے عام علماء کا فتوی یہ ہے کہ انحراف مفسد (صلوٰۃ) وہ ہے جس میں شرق و مغرب کا تفاوت ہو جاوے۔ رسائل الارکان ص۵۳

اور بلاد ہندوستان میں سہل[1] اور احوط طریق سمت قبلہ معلوم ہونے کا یہ ہے کہ موسم گرما کے سب سے بڑے دن یعنی (۲۲ جون) اور اسی طرح موسم سرما کے سب سے چھوٹے دن یعنی (۲۲ دسمبر) میں غروب شمس کا موقع دیکھا جاوے قبلہ ان دونوں موقعوں کے درمیان ہوگا یعنی ان دونوں موقعوں کے درمیان درمیان جس نقطہ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھی جاوے گی صحیح ہو جاوے گی۔ افادہ سیدی حکیم الامۃ التھانوی متعنا اللہ تعالی ببرکاتہ نقلا عن رسالۃ بغیۃ الاریب وھو الذی صرح بہ الشامی فی مواضع وذکرہ فی البحر وغیرہ۔ سیدی حکیم الامۃ التھانوی نے (ہم کو اللہ تعالے آپ کے برکات سے نفع پہونچائے) اسکو بغیۃ الاریب سے نقل کر کے ارشاد فرمایا ہے اور یہ وہی ہے جسکی علامہ شامی نے چند مواضع مین تصریح فرمائی ہے اور بحر وغیرہ مین اسکا ذکر کیا ہے۔

یہاں تک تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ سمت قبلہ میں آلات رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے کام لینا سلف کا طریقہ نہیں تھا۔ اور نہ شریعت نے اس کا امر کیا ہے اور نہ کسی حال میں اسکی ضرورت ہے بلکہ طریقہ معروفہ سلف کا یہ ہے کہ جن بلاد میں مساجد قدیمہ موجود ہوں ان کا اتباع کیا جاوے جہاں نہ ہوں وہاں مشہور و معروف ستاروں اور دوسرے

[1] رسائل الارکان کی مذکورہ عبارت سے نیز فتاوی خیریہ کی عبارت سابقہ سے ہر دو جانب سے ۴۸-۴۵ درجہ تک انحراف کا جواز معلوم ہوتا ہے اور بعض المغربین کے قول پر صرف ۲۴-۲۳ درجہ تک انحراف ہر دو جانب میں جائز معلوم ہوتا ہے۔ قول اول اوسع اور ثانی احوط ہے کما فی حاشیۃ البحر للشامی بعد نقل القولین وھذا استحباب والاول للجواز۔ حاشیہ بحر ص۲۰۵ ج۱ ۱۲ محمد شفیع عفی عنہ

آثار ظنیہ سے کام لے کر اندازہ قائم کر کے جہت متعین کر لی جاوے بڑی وجہ ان آلات وحسابات کے استعمال نہ کرنے کی تو یہی ہے کہ یہ چیزیں اتنی عام نہیں ہیں کہ ہر شخص کو ہر جگہ میسر آسکیں۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ درجہ ان آلات وحسابات کا بھی تخمینہ وتحری اور اندازہ اور اٹکل سے زائد نہیں جسطرح تحری واندازہ میں خطا ہو سکتی ہے، ان آلات وحسابات میں بھی خطا ہو جانا ممکن بلکہ واقع ہے. جیسا کہ خود واقعہ مندرجہ سوال میں دو ماہرین ہیئت کے اتنے عظیم اختلاف سے ظاہر ہے کہ ایک دس درجہ مائل بجنوب قرار دیتے ہیں اور دوسرے کچھ دقیقہ مائل بشمال بتلاتے ہیں۔ اور ان دونوں حضرات کا یہ اختلاف بھی کوئی اتفاقی واقعہ نہیں۔ بلکہ ان سے پہلے ارباب تصنیف میں بھی اس قسم کے اختلافات واقع ہوئے ہیں میرے سامنے اسوقت دو رسالہ اس موضوع کے موجود ہیں۔ ایک رسالہ قلمی جناب بشیر الدین صاحب کاکوروی کا ہے جس کا ماخذ ایک قدیم ہندس کا رسالہ ہے جو عہد شاہجہان میں لکھا گیا ہے اسمیں لکھنؤ کی سمت قبلہ کو نقطہ مغرب سے سات درجہ گیارہ دقیقہ مائل بجنوب قرار دیا ہے اور دوسرا رسالہ ضوابط سمت ہے۔ اسمیں لکھنؤ کی سمت قبلہ کو نقطہ مغرب سے ۹ درجہ ۲۵ دقیقہ مائل بشمال بتلایا ہے۔ اور دونوں قواعد ریاضیہ سے استدلال کر رہے ہیں۔ الغرض جبکہ حسابات ریاضیہ اور آلات رصدیہ کا انجام وہی غلبہ ظن بامارات وعلامات ہے اور احتمال خطا وصواب اسمیں بھی یکسان تو سادہ وسہل طریقہ اسلاف کو کیون چھوڑا جائے۔

اب صرف ایک سوال باقی رہ جاتا ہے کہ آلات رصدیہ اور حسابات ریاضیہ سے اگر انہیں کام لے لیا جاوے تو جائز بھی ہے یا نہیں؟ اور جو جہت ان حسابات کے ذریعہ متعین کیجاوے وہ شرعاً معتبر ہوگی یا نہیں؟۔ اسکے متعلق فیصلہ علامہ شامی کا یہ ہے کہ جس جگہ مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں تو باتفاق علماء ان آلات وحسابات سے کام لینا جائز ہے بلکہ جس شخص کو یہ فن آتا ہو اسکے لئے ایسے مواقع میں جہاں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں ضروری ہے کہ بجائے دوسری علامات ونشانات کے ان آلات وحسابات سے کام لے کیونکہ وہ محض تحری وتخمینہ سے زیادہ مفید ظن غالب ہیں، اور جس جگہ مساجد قدیمہ موجود ہوں وہاں آلات وحسابات کے ذریعہ سمت قبلہ نکالنے میں علماء کا اختلاف ہو،

بعض جائز قرار دیتے ہیں۔ بعض ناجائز۔ حضرت امام احمد بن حنبل کا قول عدم جواز کا اسی تحریر میں گزر چکا ہے۔

افاد فی النهر ان دلائل النجوم معتبرة عند قوم وعند آخرين ليست معتبرة قال وعليه اطلاق عامة المتون اهـ۔ اقول لم ار فی المتون ما يدل علی عدم اعتبارها ولنا تعلم ما نهتدی به علی القبلة من النجوم وقال تعالی والنجوم لتهتدوا بها علی ان محاريب الدنيا كلها نصبت بالتحری حتی منی كما نقل فی البحر ولا يخفی ان اقوی الادلة النجوم والظاهر ان الخلاف فی عدم اعتبارها انما هو عند وجود المحاريب القديمة اذ لا يجوز التحری معها كما قدمناه لئلا يلزم تخطئة السلف الصالح وجماهير المسلمين بخلاف

نہر الفائق (نام کتاب) میں بیان کیا ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک دلائل نجوم معتبر ہیں اور دوسروں کے نزدیک معتبر نہیں اسی (عدم اعتبار) پر عام متون ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ میں نے متون میں ایسی کوئی عبارت نہیں دیکھی جس سے دلائل نجوم کے عدم اعتبار پر دلالت ہو ہمارے لئے یہ جائز ہے کہ ہم نجوم سے وہ چیزیں حاصل کریں جن سے قبلہ کی رہنمائی ہو حق تعالے فرماتے ہیں ستاروں کو پیدا کیا تاکہ اون کے ذریعہ سے ہدایت پاؤ۔ اس کے علاوہ یہ ہے کہ جس قدر دنیا کی محرابیں ہیں یہانتک کہ منے کی بھی وہ سب بذریعۂ اجتہاد و تحری رکھی گئی ہیں جیسا کہ بحر الرائق میں نقل کیا ہے۔ یہ امر پوشیدہ نہیں کہ اجتہاد و تحری کیلئے امارات و علامات دالہ میں سب سے زیادہ قوی اور ظاہر وہ ستارے ہیں جن سے سمتوں پر استدلال کیا جاتا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ علامات اور نجوم سے استدلال میں خلاف اس صورت میں ہے جبکہ محاریب قدیمہ موجود ہوں کیونکہ اونکے ہوتے ہوئے تحری و تخمینہ لگانے کی اجازت نہیں جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے تاکہ اس سے سلف صالحین و جمہور مسلمین کا تخطیہ لازم

اما اذا کان فی المفازة فینبغی وجوب اعتبار النجوم ونحوها فی المفازة لتصریح علمائنا وغیرھم لکونها علامة معتبرة فینبغی الاعتماد فی اوقات الصلوٰة وفی القبلة علی ما ذکرہ العلماء الثقات فی کتب المواقیت وعلی ما وضعوہ لها من الآلات کالزیج والاصطرلاب فانها ان لم تفد الیقین تفید غلبة الظن للعالم بها وغلبة الظن کاف فی ذلک (شامی ص۲۸۹ ج۱ طبع ہند) وفی الفتاوی الخیریة بعد قوله ولا یجوز العمل بقول الفلکی المذکور والحاصل ان المسئلة خلافیة فمذهب الحنفیه یعمل بالمحاریب المذکورة ولا یلتفت للطعن المذکور ومذهب الشافعیه یلتفت الیه ویعمل به اذا کان من عالم بصیر ثقة و لاخفاء ان مذهبنا سهل حنیفی یسر غیر معسر فان الطاعة بحسب الطاقة وفی تعیین عین الکعبة حرج وھو مرفوع عنا بالنص

بخلاف جنگل ومیدان کے کہ اوس میں نجوم وغیرہ کا اعتبار حسب تصریح علمائے حنفیہ وغیر حنفیہ واجب ہے لہذا ایسے مواقع میں جہاں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں اوقات صلوٰۃ وقبلہ میں اوس تحقیق پر اعتماد کرنا چاہئے جو کتب مواقیت میں قابل اعتماد علماء نے ذکر کی ہے نیز ایسے جنگلات وغیرہ میں اون قواعد پر بھی اعتماد چاہئے جو علماء نے زیج واصطرلاب وغیرہ آلات رصدیہ کے وضع ومقرر کئے ہیں کیونکہ اگر وہ یقین کا فائدہ نہ دیکیں تو اُس فن کے جاننے والے کیلئے غلبۂ ظن کو تو ضرور مفید ہوں گے اور اس میں غلبۂ ظن کافی ہے شامی ص۲۸۹ ج۱ طبع ہند فتاوی خیریہ میں اس قول کے بعد کہ فلکی مذکور کے قول پر عمل جائز نہیں (یہ بیان کیا ہے) خلاصہ یہ ہے کہ یہ مسئلہ اختلافی ہے حنفیہ کا مذہب یہ ہے کہ محاریب مذکور پر عمل کیا جائے گا طعن مذکور کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور شافعیہ کا مذہب یہ ہے کہ اگر وہ کسی عالم ماہر ثقہ کی طرف سے ہو تو اوسکی التفات اور اس کے قول پر عمل کیا جائے اور اس میں شبہ نہیں کہ ہمارا (حنفیہ کا) مذہب نرم وسہل وصاف ہے جس میں کچھ دشواری نہیں کیونکہ طاعت بقدر طاقت ہے، اور عین قبلہ کی تعیین میں حرج ہے جو کہ بتصریح شارع علیہ السلام

الشریف (ج-۱ ص...) ہم سے دور کیا گیا۔ (ج-۱ ص...)

هذا آخر ما اردت جمعه فی هذه العجالة لعل الله تعالی ینفع بها المسلمین و یجنبهم عن طرق التعمق والتکلف فی امور الدین۔ والله سبحانه و تعالی اعلم بالصواب۔ والیه المرجع فی کل باب

کتبه الاحقر محمد شفیع عفا الله عنه۔ فی ثمان ساعات من ثالث ربیع الثانی سنه ۱۳۶۰ھ۔

قال النبی صلی الله علیه وسلم انما شفاء العی السؤال

دار الافتاء بالجامعة الاسلامیة

سنه ۱۳۲۰ھ

فی دیوبند الهند

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ میں نے اس فتوے کو دیکھا مسئلہ زیر بحث میں کافی ووافی پایا جس سے میں حرفاً حرفاً متفق ہوں اور سہولت تعبیر کے لئے اسکو تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال سے ملقب کرتا ہوں

کتبہ اشرف علی عفی عنہ ۳۰ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ

الجواب صواب

احقر محمد طیب غفرلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

الجواب حق

محمد حسن مدرس مدرسہ نعمانیہ امرتسر

ملخص تحریر جناب حاجی حافظ مولانا مولوی ظفر احمد صاحب عثمانی تھانوی زید مجدہم پروفیسر (عربی) ڈھاکہ یونیورسٹی (بنگال)

بعد الحمد والصلوٰۃ آوارہ ناکارہ ظفر احمد عفا اللہ عنہ عرض کرتا ہے کہ اس ناچیز نے رسالۂ تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال مولفۂ مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی دام فیضہ کا مطالعہ کیا میں اس تحقیق سے لفظ بلفظ متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ مؤلفِ فاضل کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور انکے فیضِ ظاہری و باطنی کو عام و تام بنائیں۔ آمین۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

حررہ الاحقر الافقر ظفر احمد عفا عنہ تھانوی ۱۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ

تصدیقِ فتویٰ مذکور از جناب مولانا خیر محمد صاحب زید مجدہم مفتی مدرسہ خیر المدارس جالندھر شہر

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ احقر بجنابت سراپا اخلاص و محبت حضرت وصل صاحب بلگرامی زید مجدہم مجموعۂ رسالہ تحقیق سمت قبلۃ البلاد بسعی رئیس جہانگیر آباد۔ کے مطالعہ سے مشرف ہوا جس میں اکابر علمائے کرام متعنا اللہ بطول بقائہم نے مسئلہ سمت قبلہ کو ایسی تحقیقات و تنقیحات سے واضح فرما دیا ہے کہ اس کا کوئی شرعی پہلو تشنۂ تحقیق مزید نہیں رہا۔ حق تعالیٰ حضرات موصوفین کے افاضہ و افادہ کو ہمیشہ جاری رکھتے ہوئے عامۂ مسلمین کو استفاضہ و استفادہ کی توفیق عطا فرمادیں۔ اور حضرات محرکین و ساعین کو جزائے دارین سے مالامال کریں۔

خادم الطلبہ

خیر محمد عفی عنہ جالندھری (مفتی مدرسہ خیر المدارس جالندھر شہر)

۲۴ ربیع الثانی سنہ ۱۳۶۰ھ

ملخص تحریر جناب الحاج مولانا مولوی محمد یوسف صاحب بنوری زید مجدہم مدرس مدرسہ ڈابھیل (سورت) مؤلف کتاب بغیۃ الاریب فی مسائل القبلۃ والمحاریب

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ۔ امابعد استفتاء سمت قبلہ جہانگیر آباد اور اُس کے جوابات سے محظوظ اور مستفید ہوا۔ اصل مسئلہ بہت صاف اور منقح ہے زیادہ تفصیل کی اب کوئی حاجت نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب

محمد یوسف البنوری عفا اللہ عنہ

از

ڈابھیل (ضلع سورت)

۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ

ضمیمۂ رسالہ

تنقیح المقال فی تصحیح الاستقبال

ایک مفید اور مزید توضیح حضرت مؤلف کی لکھی ہوئی جس کا عنوان ہے

سمت قبلہ اور استقبال قبلہ

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابہؓ کا طرزِ عمل

(جو رسالہ مرقومۂ بالا کے صفحہ ۲۰ سطر ۶ کے بعد سے متعلق ہے جو مجھے اصل رسالہ کے وصول ہونے کے بہت بعد حاصل ہوئی۔ وصل)

(۱) اس پر اتفاق ہے کہ مسجد بیت اللہ کے بعد سب سے پہلی مسجد جو اسلام میں بنائی گئی وہ مسجد قبا ہے (قبا مدینہ طیبہ سے چند میل کے فاصلہ پر ایک مشہور مقام کا نام ہے) اس مسجد کی بنیاد تو اس وقت پڑی تھی جبکہ مسلمانوں کا قبلہ بیت المقدس تھا پھر جب تحویل قبلہ کی آیت نازل ہوئی تو اسکی خبر لیکر ایک روز قبا میں ایک صحابی ایسے وقت پہونچے کہ اُس مسجد میں نماز ہو رہی تھی، یہ خبر سنتے ہی امام اور پوری جماعت بیت اللہ کی سمت پھر گئی، یہ واقعہ عام کتب تفسیر و حدیث میں منقول ہے اور اس واقعہ کی اطلاع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی، تو آپ نے ان لوگوں کے اس فعل کی تصویب فرمائی۔

ظاہر ہے کہ حالت نماز میں جو سمت قبلہ اہل قبا نے اختیار کی نہ اُس میں آلات رصدیہ اور اصطرلاب کا دخل ہو سکتا ہے نہ کسی قطب نما اور ستارہ کا محض تخمینہ و تحری سے سمت قائم کر لی پھر نماز کے بعد بھی کہیں منقول نہیں کہ اس تحری و تخمینہ کے سوا کوئی دوسرا انتظام و اہتمام یا

حسابات ریاضیہ کا استعمال استخراج سمت قبلہ کیلئے کیا گیا ہو۔

(۲) حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں تمام اسلامی قلمرو میں ہر صوبہ کے عامل کے نام فرمان بھیجے کہ ہر محلہ میں مسجد بنائی جائے، عمال حکومت نے حکم کی تعمیل کی، مگر سمت قبلہ قائم کرنے کیلئے نہ تو حضرت فاروق ہی نے کوئی انتظام آلات رصدیہ اور حسابات ریاضیہ کا کیا اور نہ عمال حکومت نے بلکہ تخمینہ و تحری سے سمت قبلہ متعین کر کے مسجدیں تعمیر کی گئیں۔

(۳) آلات و حسابات سے نکالی ہوئی سمت قبلہ میں بھی اکثر اہل فن کا اختلاف رہتا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ طول بلد اور عرض بلد کے معلوم کرنے میں ذرا سا فرق رہگیا تو سمت کہیں سے کہیں پہونچ جاتی ہے لطیفہ عجیبہ، علماء کا اتفاق ہے کہ دنیا کی تمام مساجد تحری و تخمینہ سے قائم کیگئی ہیں لیکن مسجد نبوی کی سمت قبلہ بطور وحی و مکاشفہ قائم کی گئی ہے، کیونکہ حق تعالے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیت اللہ کو بطور معجزہ سامنے کر دیا تھا اسکو دیکھ کر آپ نے مسجد مدینہ کی سمت قبلہ قائم فرمائی۔ (کذا فی بحر الرائق و رد المحتار) اس لئے باجماع امت مسجد نبوی کی سمت قبلہ بالکل یقینی ہے لیکن حسابات ریاضیہ سے جانچا گیا تو وہ بھی صحیح نہیں اترتی، چنانچہ امیر مصر ابن طولون نے جب مصر میں اپنی جامع مسجد بنانیکا ارادہ کیا تو چند ماہرین ہندسہ کو مدینہ طیبہ بھیجکر پہلے مسجد نبوی کی سمت قبلہ کو آلات رصدیہ کے ذریعہ جانچا تو معلوم ہوا کہ آلات کے ذریعہ نکالے ہوئے خط سمت قبلہ سے مسجد نبوی کی سمت دس درجہ مائل بجنوب ہے، جیسا کہ مقریزی نے کتاب الخطط میں بالفاظ ذیل ذکر کیا ہے:-

ان احمد بن طولون لما عزم بناء هذا المسجد بعث المهندسين الى مدينة رسول الله صلى الله عليه وسلم من اخذ سمت فاذا هو مائل عن خط سمت القبلة المستخرج بالصناعة نحو عشر درج الى جهة الجنوب (خطط مقریزی ج ۲ ص ۲۵)

احمد بن طولون نے جب اپنی جامع مسجد بنانیکا ارادہ کیا تو چند اہل فن کو مدینہ طیبہ بھیجکر مسجد نبوی کی سمت قبلہ بذریعہ آلات رصدیہ نکلوائی، دیکھا تو وہ حسابات کے ذریعہ نکالے ہوئے سمت قبلہ سے دس درجہ مائل بجنوب ہے۔

اب وہ لوگ جو آلات رصدیہ پر سمت قبلہ کا مدار رکھنا چاہتے ہیں اور اسپر فخر کرتے ہیں وہ دیکھیں کہ انکی تجویز پر تو مسجد نبوی کی سمت قبلہ بھی درست نہیں ہوتی معلوم نہیں کہ عنایت اللہ مشرقی جو ہندوستانی مسجدوں میں حسابات کی بنا پر نماز ناجائز قرار دیتے ہیں وہ مسجد نبوی کے متعلق کیا فتویٰ صادر فرمائینگے، مشرقی کی تحقیق میں مذکور الصدر تحقیق مسلمانوں کے اطمینان کیلئے انشاء اللہ کافی ووافی ہے۔ والحمد للہ اولہ وآخرہ۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ

مشرقی اور سمت قبلہ

از

مولانا محمد ظفر الدین صاحب قادری رضوی استاد مدرسہ شمس الہدیٰ پٹنہ

علمی حلقہ میں جناب عنایت اللہ صاحب مشرقی کا تعارف سب سے پہلے اُن کی تصنیف "تذکرہ" کے ذریعہ سے ہوا تھا اب اُنکی تحریک خاکساریت نے اُنکی شہرت عام کر دی ہے وہ یورپ کی درجنوں ڈگریوں کے مالک اور مختلف فنون میں علم و کمال کے مدعی ہیں اُسے دیکھکر یہ خیال تھا کہ مذہب کے متعلق ان کے معلومات و خیالات کیسے ہی ناقص و غلط ہوں لیکن جدید علوم سے ضرور اُنکو واقفیت ہوگی، لیکن اُن کے بعض علمی مضامین کو دیکھکر یہ حسن ظن بھی غلط ثابت ہوا عرصہ ہوا اُنھوں نے علم ہیئت کی رُو سے ہندوستان کی مسجدوں کی سمت قبلہ کے غلط ہونے پر ایک مضمون لکھا تھا اسکے علاوہ وہ "مولویوں کی جہالت" کے سلسلہ میں وقتاً فوقتاً جن عالمانہ خیالات کا اظہار کرتے رہتے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ جدید علوم میں بھی اُنکا پایہ مذہبی علوم سے کم نہیں ہے اس مضمون میں ریاضی و ہیئت اور تاریخ علوم میں ان کے علمی کمالات پر تبصرہ مقصود ہے "مولویوں کی جہالت" کے سلسلہ میں وہ فرماتے ہیں :-

"آپ کی بلا جانتی ہے کہ کارخ دریافت کرنا کسے کہتے ہیں، آپ کو معلوم ہے جغرافیہ کس بَلا کا نام ہے، علم نجوم کسے کہتے ہیں؟ دوربین کیا ہوتی ہے، خط سرطان کس مرض کو کہتے ہیں، آپ صرف اپنی رات کی باسی روٹیاں گن کر بچنا نہیں جانتے اور اگر روٹیاں زیادہ ہوں اور آنے پورے نہ بیٹھیں تو حساب میں گھنٹوں غلطی نہیں کرتے بلکہ آنوں کو اُن روٹیوں پر بٹھا لیتے ہیں آپ کو اس کا پتہ ہے کہ مغرب اور شمال کے دو خطوں کے درمیان خود مسلمانوں ہی نے ۹۰ درجہ قائم کئے تھے ہر درجہ کو ساٹھ دقیقہ (منٹ) اور دقیقہ کو ساٹھ ثانیوں (سکنڈ) میں تقسیم کیا تھا"

مشرقی صاحب کی ریاضی واقفیت کا نمونہ

مشرقی صاحب کو اس دعواے ہمہ دانی کے باوجود یہ بھی نہیں معلوم کہ مسلمانوں سے بہت پہلے یونانیوں نے اس فن کو مرتب کیا تھا۔ بطلیموس کی کتاب "مجسطی" اس فن میں معروف و مشہور ہے۔ اس بارہ میں آپ بھی اوروں کے نقش قدم پر نکلے۔ مغرب اور شمال کے دو طرفوں کے درمیان تخصیص بھی عجیب ہے کیا مغرب اور جنوب کے دو طرفوں کے درمیان ۹۰ سے کم یا زیادہ درجے قائم کئے تھے، یا اس کے درجوں کو ساٹھ دقیقوں سے کم و بیش پر تقسیم کیا تھا اور پھر ان دقیقوں کی ساٹھ ثانیہ (سکنڈون) سے کم و بیش پر قسمت کی تھی علی ہذا القیاس نقطہ شمال و مشرق کے دو طرفون اور نقطہ مشرق و جنوب کے دو طرفون کو کمکے درجون اور ان درجوں کو کتنے دقیقہ و ثانیہ پر تقسیم کیا، جب اس فن میں ہر دائرہ ۳۶۰ درجہ پر منقسم ہے تو ہر ربع ۹۰ درجہ ہوا خواہ وہ نقطہ مغرب و شمال کے درمیان ہو یا نقطہ شمال و مشرق کے درمیان) نقطہ مشرق و جنوب کے درمیان ہو یا نقطہ جنوب و مغرب کے درمیان کسی دو نقطوں کے درمیان جس کا فصل ربع دور ہو لا محالہ ۹۰ درجہ ہوگا اور ہر درجہ ۶۰ دقیقہ اور ہر دقیقہ ۶۰ ثانیہ اور ہر ثانیہ ۶۰ ثالثہ اور ہر ثالثہ ۶۰ رابعہ اور ہر رابعہ ۶۰ خامسہ اور ہر خامسہ ۶۰ سادسہ اور ہر سادسہ ۶۰ سابعہ اور ہر سابعہ ۶۰ ثامنہ اور ہر ثامنہ ۶۰ تاسعہ اور ہر تاسعہ ۶۰ عاشرہ پر منقسم ہوتا ہے اس لئے یہ تخصیص بالکل غلط اور بے معنی ہے۔

ایک اور نادر تحقیق

مشرقی صاحب فرماتے ہیں:۔

"مغرب اور شمال کی دو سمتوں میں تین لاکھ چوبیس ہزار مختلف طرفیں مسلمانوں نے خود اسی قرآن کی تعلیم کو صحیح سمجھ کر قائم کی تھیں"

کیا فن کا حساب ثانیہ ہی تک محدود ہے جو تین لاکھ چوبیس ہزار سمتیں ہوں گی، اس کا حساب تو درحقیقت عاشرہ سے بھی متجاوز ہے، اگر عاشرہ ہی تک مانا جائے، جب بھی ہر ربع کی دو سمتوں میں پندرہ سنکھ ستائیس پدم چھبیس نیل چونسٹھ کھرب مختلف سمتیں متعین ہوتی ہیں ایسی حالت میں اُن کو صرف تین لاکھ چوبیس ہزار سمتیں بتانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے، میں مشرقی صاحب کی اس خوش اعتقادی کی ضرور تعریف کروں گا کہ قرآن شریف خواہ پڑھتے ہوں یا نہ پڑھتے ہوں اور سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں، مگر زبان پر دعویٰ قرآن شریف ہی کا ہے ربع دائرہ کو ۹۰ حصہ اور ہر حصہ کو ۶۰ دقیقہ اور ہر دقیقہ کو

۹۰ ثانیہ پر تقسیم کو قرآن شریف کی صحیح تعلیم کا نتیجہ بتانا بھی عجیب دعویٰ ہے، کاش مشرقی صاحب نے ان آیتوں کو بھی تحریر فرما دیا ہوتا جن سے مسلمانوں نے یہ حساب قائم کئے کہ اس سے اوروں کو بھی فائدہ پہونچتا آپ کے نزدیک گویا قرآن شریف فقہ و مسائل دینی کے بجائے ہندسہ و ہیئت کی تعلیم کی کتاب ہے۔ اسی لئے فقہی مسائل جو قرآن شریف سے مستنبط ہوئے ہیں وہ انکے نزدیک مولوی اور ملا کا بنایا ہوا دین ہے اور ہیئت و ہندسہ کے مسائل قرآن کی تعلیم ہیں ع

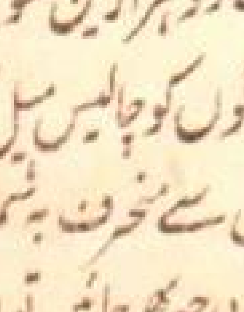
بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبی است

ایک دعویٰ میں چار غلطیاں | آپ نے اپنے ایک دعوے میں چار غلطیاں کیں (۱) مغرب شمال کے دو طرفوں میں ۹۰ درجہ مسلمانوں کا قائم کرنا (۲) مغرب و شمال دو سمتوں کی تخصیص (۳) ان دو سمتوں کے درمیان تین لاکھ چوبیس ہزار سمت بتانا (۴) اس تقسیم کو قرآن کی تعلیم کا نتیجہ ظاہر کرنا۔

ایک اور غلطی | پھر کہتے ہیں :-

"اسی مغرب اور شمال کی سمتوں کے درمیان صرف ایک درجہ کا ½ حصہ پھر جانے سے دو ہزار تین سو میل کی دوری پر پورے چالیس میل کا فرق پڑ جاتا ہے"

یہاں بھی مغرب و شمال کی تخصیص بے معنی ہے جن لوگوں کا سمت قبلہ منحرف بجنوب ہے اور جو لوگ مکہ معظمہ سے دو ہزار تین سو میل کی دوری پر ہیں، وہ اگر ایک درجہ صحیح سمت سے پھر جائیں تو کیا ان لوگوں کو چالیس میل کا فرق نہ پڑے گا اسیطرح جو لوگ مکہ معظمہ سے بجہم ہیں اور انکا سمت قبلہ نقطہ مشرق سے منحرف بہ شمال یا جنوب ہے وہ اگر دو ہزار تین سو میل کی دوری پر ہوں اور سمت قبلہ سے ایک درجہ پھر جائیں تو ان لوگوں کو بھی صحیح سمت سے چالیس میل کا فرق ہوگا یا نہیں؟ اگر نہیں تو وجہ فرق کیا ہے، اور اگر ہوگا تو یہ تخصیص غلط ہے اور بے معنی ہوئی پھر مکہ معظمہ سے لاہور کا فصل دو ہزار تین سو میل بتانا بھی صحیح نہیں اس لئے کہ فصل طول ۳۸ درجے ہے، اگر بالفرض اسے صحیح مان لیا جائے جب بھی ایک درجہ پر چالیس میل کا فرق بتانا غلط ہے ورنہ ۹۰ درجہ کے زاویہ پر جہاں شلث متساوی الاضلاع ہوتا ہے اور شکل ترسی نمودار ہوتی ہے جس جگہ کرہ عالم پر کھڑے ہونیوالے دو متساوی القد انسانوں کے سروں کا فاصلہ قدموں کے فاصلہ سے بقدر ایک قامت انسان کے



جیسا کہ اس شکل سے ظاہر ہے، وتر اسیقدر ہونا چاہئے حالانکہ اس حساب سے وتر

دو ہزار چار سو میل ہوتا ہے

مکہ سے سورت کی سمت کی تعیین میں غلطی فرماتے ہیں :-

"مکہ معظمہ سے سورت جہاں عرب پہلی صدی میں سب سے پہلے اُترے تھے ٹھیک مشرق کی طرف تھا"

یہ بھی محض رجماً بالغیب اور بالکل غلط، مکہ معظمہ کا عرض کا قم ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے اور سورت کا عرض کا کا قیب ۲۱ درجہ ۱۲ دقیقہ ہے الخ ۲۸ دقیقہ کا فرق ہے اور مکہ معظمہ کا طول م یب یعنی ۴۰ درجہ ۱۲ دقیقہ اور سورت کا عب ہ یعنی ۷۲ درجہ ۵ دقیقہ ہے مابین الطولین لب نہ اس حساب سے دونوں شہروں میں شرقی غربی فرق دو ہزار ایک سو ستاسی میل ہوا، اتنی دُوری پر ۲۸ دقیقہ یعنی تقریباً نصف درجہ فرق ہونے سے مشرقی صاحب ہی کے حساب سے سمت قبلہ میں ۱۹ میل کا فرق ہو جائیگا، پھر ٹھیک مشرق کہاں ہوا کہ سمت قبلہ ان کے خیال کے مطابق ٹھیک نقطۂ مغرب ہو

تاریخی غلطی مشرقی صاحب فرماتے ہیں کہ :-

"عرب جیسی جاہل اور اُجڈ قوم چند برسوں کے اندر اندر دو ہزار میل دُور مقام کی صحیح سمت دریافت کر سکی، حالانکہ اس وقت جغرافیہ کا نام و نشان موجود نہ تھا اور نہ سطح زمین پر طول بلد و عرض بلد کے خطوط کوئی متنفس جانتا تھا"

بےخبری بھی کیا چیز ہے اسکے طفیل میں انسان جو جی میں آئے کہہ دے، کوئی ذمہ داری نہیں پڑھا لکھا آدمی ایسی بات لکھنی در کنار اسے بولتے بلکہ تصور کرتے شرمائے گا۔

علم جغرافیہ کب وجود میں آیا؟ موجد کون ہے؟ طول بلد عرض بلد کے خطوط اسلام سے کتنی پہلے کھینچے گئے؟ ان کیلئے کشف الظنون اور دائرۃ المعارف دیکھئے صاحب کشف الظنون علم جغرافیہ کی تعریف میں لکھتے ہیں :-

هو علم يعرف منه احوال الاقاليم السبعة الواقعة في الربع المسكون من كرة الارض وعروض البلدان الواقعة فيها واطوالها وعدد مدنها وجبالها

علم جغرافیہ وہ علم ہے جس کے ذریعہ کرۂ ارض کے ربع مسکوں کی ساتوں اقلیموں کے حالات اور اُن کی آبادیوں کے عرض البلد اور طول البلد اُن کے شہروں، اُن کے پہاڑوں،

وبواديها وبحورها وانهارها	اُن کی خشکی، اُن کے دریاؤں، اُن کی نہروں
الى ذلك من احوال الربع،	وغیرہ ربع مسکون کے حالات معلوم ہوتے ہیں،
واول من صنف فيه بطليموس	اس فن میں سب سے پہلے بطلیموس قلوزی
القلوزى فانه صنف كتابه	نے تصنیف کی مجسطی کے بعد اس نے
المعروف بجغرافيا ايضا بعد	اس فن پر ایک کتاب لکھی جو جغرافیہ کے
ما صنف المجسطى۔	نام سے مشہور ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ فن جغرافیہ پر جسمیں طول وعرض بلد وغیرہ سے بحث کیجاتی ہے سب سے پہلے بطلیموس نے کتاب لکھی جس کا زمانہ دوسری صدی عیسوی ہے دائرۃ المعارف میں ہے

بطليموس كلوديوس رياضى فلكى	بطلیموس کلودیوس، عالم ریاضی فلکی جغرافی
جغرافى يونانى مصرى يقال انه	یونانی مصری دوسری صدی عیسوی میں
ولد فى بيلوسوم ونشأ فى الاسكندرية	بیلوسوم میں پیدا ہوا اور اسکندریہ میں
فى القرن الثانى الميلاد۔	نشوونما حاصل کی۔

اس سے معلوم ہوا کہ بطلیموس دوسری صدی عیسوی میں پیدا ہوا جبکہ مشرقی صاحب کے خیال کے مطابق جغرافیہ کا نام ونشان نہ تھا اور سطح زمین پر طول بلد عرض بلد کا کوئی جاننے والا نہ تھا۔

رہا عربوں کا صحیح سمت دریافت کر لینا اگر درحقیقت سورت کی مسجدیں عربوں کی بنائی ہوئی ہیں یا اسی بنیاد پر ہیں اور بالکل صحیح سمت قبلہ کی طرف ہیں تو محض نور اسلام کی وجہ سے ہے، ورنہ اگر ٹھیک نقطۂ مغرب کو ہیں تو انکے قاعدہ سے ۱۹ میل خانۂ کعبہ سے منحرف ہیں۔

سمت قبلہ کی تعین کا مشہور طریقہ

آگے چل کر مشرقی صاحب فرماتے ہیں:۔

"میں نے ایک شخص کو لاہور کے ملاؤں اور معماروں کے پاس بھیجا کہ وہ مسجد بناتے وقت قبلہ کا رخ کیونکر مقرر کرتے ہیں، ایک بڑی عمر کے جاہل نے کہا واہ جی یہ تو بہت آسان ہے قطب تارے کیطرف ہاتھ پھیلا کر اور کندھے کیطرف دیکھکر کھڑے ہو گئے تو ناک کی سیدھ میں قبلہ ہے مختصر یہ سمجھ گیا کہ ملا کی نجوم دانی کس قدر بے خطا ہے اور اسکا مطلب بھی یہی جو آپ کہتے ہیں کہ شمالی ہندوستان کا قبلہ مغرب ہی کی طرف ہے"

اس سے ظاہر ہوا کہ مشرقی صاحب کی ساری پرواز اور ہندوستان کی مسجدوں کے سمت قبلہ سے انحراف کی ساری عمارت انہوں نے کسی ملا کے بیان پر قائم کی ہے اور اسے غایت دیانت سے تمام مولویوں کی جہالت کے سر منڈھ دیا ہے لیکن افسوس ہے کہ وہ اس ملا یا اس جاہل معمار کی موٹی بات کو بھی نہ سمجھ سکے اگر وہ اُسکے الفاظ پر غور فرماتے تو آسانی سے سمجھ میں آجاتا کہ ہندوستان کے شہروں کی سمت قبلہ تین طرح کی ہے، بعض کا قبلہ ٹھیک نقطۂ مغرب بلا انحراف نقطۂ شمال یا جنوب کے اور بعض کا منحرف بشمال اور بعض کا منحرف بجنوب' اور ان سب کی پہچان قطب تارہ ہے، جہاں کا قبلہ ٹھیک نقطۂ مغرب ہے' وہاں مرکز قطب کو مونڈھے کی ہڈی کے مرکز کے سیدھ میں رکھنا ہوتا ہے اور جس جگہ کا قبلہ منحرف بشمال ہے' وہاں قطب تارے کو مونڈھے کے اگلے حصہ کی طرف کرتا ہوا ہو اور جہاں کا قبلہ منحرف بجنوب ہو وہاں قطب تارے کو مونڈھے کی پشت پر رکھنا ہوتا ہے مگر جسے اسکا علم ہی نہو اور اس تفصیل سے ناواقف ہو تو وہ لامحالہ اپنی جہالت کا الزام دوسرے کے سر تھوپے گا

امام رازی کا طریق تعیین سمت قبلہ امام فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں :۔

المسئلة الرابعة فی دلائل القبلة اعلم ان الدلائل اما ارضية او هوائية او سماوية اما الارضية والهوائية فهی غیر مضبوطة ضبطا کلیا اما السماوية فادلتها منها تقريبية ومنها تحقيقية اما التقريبية فقد قالوا هذه الادلة اما ان تكون نهارية او ليلية اما النهارية فالشمس واما الليلية فهو ان يستدل على القبلة بالكوكب الذی يقال له الجدی فانه كوكب كالثابت لا تظهر حركته من موضعه اما الطريقة اليقينية فهی الوجوه المذكورة فی كتب الهيئة اھ مختصراً۔

چوتھا مسئلہ دلائل قبلہ کے بیان میں ہے دلائل قبلہ تین قسم کے ہیں، ارضی۔ ہوائی۔ سماوی ارضی اور ہوائی کا کوئی قاعدہ کلیہ نہیں ہے، سماوی دلیلیں دو قسم کی ہیں، تقریبی۔ تحقیقی۔ تقریبی بھی دو طرح کی ہیں نہاری اور لیلی نہاری تو آفتاب ہے' اور لیلی یہ ہے کہ سمت قبلہ پر اُس کوکب سے استدلال کیا جائے جسے جدی الفرقد کہتے ہیں' اس لئے کہ یہ کوکب اگرچہ حرکت کرتا ہے مگر اتنی کم کہ بمنزلہ ثابت کے ہے' اسکی حرکت ظاہر نہیں ہوتی اور تحقیقی دلائل وہ وجوہ ہیں جو ہیئت کی کتابوں میں مذکور ہیں اھ مختصراً۔

نجوم اور ہیئت کیا ایک ہیں اس سے معلوم ہوا کہ کوکب جدی الفرقد یعنی قطب تارہ سے استدلال صرف لاہور کے بڑی عمر کے جاہل کی جدت نہیں بلکہ اکابر علمائے کرام امام فخر الدین رازی جیسے مشہور و مستند عالم دینی کی تحقیق ہے۔ بالفرض اگر جاہل ملا کا یہ جواب غلط بھی مان لیا جائے تو اس سے اسکی نجوم دانی سے ناواقفیت کا حکم کس طرح مشرقی صاحب نے لگا دیا کیا ان کے نزدیک علم ہیئت اور نجوم دونوں ایک چیز ہیں کہ ایک کی ناواقفیت سے دوسرے کی ناواقفیت لازم آتی ہے، حالانکہ اتنا تو ہر پڑھا لکھا آدمی جانتا ہے کہ علم ہیئت افلاک کی حرکات اور کواکب کے اوضاع و اطوار سے بحث کرتا ہے اور علم نجوم میں ان اوضاع و حرکات کے آثار سے بحث ہوتی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مشرقی صاحب علم ہیئت و نجوم کے فرق سے بھی واقف نہیں۔ پھر اس غلط جواب سے یہ نتیجہ کہاں سے نکلا کہ "شمالی ہندوستان کا قبلہ مغرب ہی کی طرف ہے"

ایک ملا کے نہ جاننے سے تمام شمالی ہندوستان کا قبلہ مغرب کی سمت کس طرح ہو گیا۔ کیا شمالی ہندوستان کی تمام مسجدیں ایک بڑی عمر والے جاہل ہی کی رائے اور نقشہ سے بنی ہیں؟

بے بنیاد دعویٰ اس کے بعد آپ کے قیمتی افادات یہ ہیں:-

"نقشہ کے موٹے خط اب سے معلوم ہو گا کہ لاہور کی مسجد دنکا رخ صحیح رخ سے قریباً ۲۵ درجہ جنوب کیطرف ہٹا ہے، ایک درجہ کا فرق دو ہزار تین سو میل پر میں نے ابھی چالیس میل بتایا ہے تو اس حساب سے ۲۵ درجوں کا فرق ۲۵ × ۴۰ یعنی ایک ہزار میل ٹھہرا"

یہ دونوں باتیں بالکل غلط ہیں اگر یہ بیان صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے کہ لاہور کی تمام مسجدیں نقطۂ مغرب کو ہیں، حالانکہ نقطۂ مغرب سے منحرف بجنوب ہونا چاہئے تو لاہور کی مسجدوں کا رُخ صحیح رخ سے جتنے درجے بھی ہو شمال کو ہٹا ہو گا، نہ جنوب کو۔ پھر ۲۵ درجہ جنوب کو ہٹا ہوا بتانا بھی غلط ہے لیکن اگر اسے صحیح بھی تسلیم کر لیا جائے تو بیت المقدس کی سمت میں نہ ہونگی، بلکہ اس شہر کی سمت میں ہوں گی جو لاہور سے جنوب کی طرف واقع ہو گا،

ایک ہزار میل کا فرق بتانا بھی غلط اور بنائے فاسد علی الفاسد ہے لاہور کی مسجدوں کا رخ اگر ٹھیک نقطۂ مغرب مان لیا جائے تب بھی مشرقی صاحب کے اصول کے مطابق جو صرف عرض البلد کا اعتبار کرتے ہیں اور اسی بنا پر وہ ہندوستان میں سورت، ناگپور، کٹک وغیرہ کا قبلہ جو انکے خیال میں عرض البلد

مکہ معظمہ پر واقع ہیں، نقطہ مغرب صحیح خیال کرتے ہیں بالکل غلط ہے، سمت قبلہ جاننے کیلئے صرف عرض البلد کافی نہیں، اس کے ساتھ طول البلد کا معلوم کرنا بھی ضروری ہے کہ طول البلد ہے عرض سے توقع معلوم ہوتا ہے جس سے سمت انحراف پہچانی جاتی ہے مشرقی صاحب چونکہ صرف عرض البلد کا لحاظ کرتے ہیں اسلئے گزارش ہے کہ لاہور کا عرض البلد لاؔ لؔ فہ ہے یعنی ۳۱ درجہ ۳ دقیقہ اور مکہ معظمہ کا ۂا قم یعنی ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ما بین العرضین ط جؔ نؔ ۹ درجہ ۵۰ دقیقہ ہے اس حساب سے ۵ ۲ درجہ کا فرق بتانا بالکل بے اصل اور غلط ہے، کیا ۳۱ سے ۲۱ کی تفریق کرنے سے ۲۵ بچتے ہیں، جب یہ فرق ہی غلط ٹھہرا تو ۴۰ میں ضرب دیکر ہزار میل کا فرق بتانا بھی غلط ہوا صحیح ۳۹۲ میل ہے۔

سب سے بڑی غلطی مشرقی صاحب کی یہ ہے کہ اونھوں نے جواب دینے سے قبل لاہور کی مسجدون کو خود نہیں جانچا صرف مستفتی کے کہنے پر ایمان لے آئے، کاش اس شخص کو لاہور کے ملاؤن اور معمارون کے پاس بھیجنے کے بجائے آپ خود اسکی تحقیق کر لیتے تو اتنی ٹھوکرین نہ کھاتے، یا کسی ایسے شخص کو بھیجتے جو یہ معلوم کر سکتا کہ کون کون مسجدیں ٹھیک قبلہ کی سمت ہیں اور کون کون کسقدر اور کس جانب منحرف ہیں تو بھی غلطیوں میں مبتلا نہ ہوتے، لیکن یہ ہوتا کیونکر مشرقی صاحب کو خود ہی نہیں معلوم کہ سمت قبلہ کے معلوم کرنے کا کیا قاعدہ ہے، اور مسجدونکی سمت اور غلطی معلوم کرنے کا کیا اصول ہے۔

غلط سمتین | آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں :-

"اس نقشے سے صاف ظاہر ہے کہ تمام ہندوستان میں، سوا سورت، ناگپور، کٹک وغیرہ کے جو اسی عرض البلد پر واقع ہیں جس پر کہ مکہ معظمہ ہے ہندوستان کی تمام مسجدون کا قبلہ غلط ہے، ایک مسجد ایسی نہیں جسکے نمازیون نے آجتک ایک نماز قبلہ رو ہو کر پڑھی ہو لاہور اور امرتسر والون کا قبلہ بیت المقدس ہے، راولپنڈی والون کا بغداد، اور دمشق، پشاور والون کا بیروت، دہلی والون کا بوشہر، ملتان کا کوفہ، کراچی والون کا مدینہ، مدراس والون کا عدن، بمبئی والوں کا بندرگاہ سواکن وغیرہ وغیرہ"

یہ آپکے معلومات کا نچوڑ ہے جس کا ایک لفظ بھی صحیح نہیں ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سرے سے سمت قبلہ کے معنی ہی سے ناواقف ہیں اور نہ آپ کو اسکے جاننے کا اصول معلوم ہے آپ یہ سمجھے ہیں کہ نمازی کا منھ نماز میں جس سمت کو ہو جائے وہی سمت قبلہ ہے، اسی سے یہ فیصلہ سنا

کہ لاہور اور امرتسر والوں کا قبلہ بیت المقدس، راولپنڈی والوں کا بغداد اور دمشق ہے۔ اول دو شہروں کا جو طول و عرض میں مختلف ہیں ایک قبلہ یعنی بیت المقدس بتانا بالکل غلط ہے جب دو شہر طول و عرض دونوں میں مختلف ہونگے تو انکا قبلہ بھی مختلف ہوگا، ایک ہرگز نہیں ہوسکتا اس سے بھی بڑھکر پرلطف بات راولپنڈی کا قبلہ بغداد اور دمشق کو بتانا ہے، جو طول و عرض دونوں میں مختلف ہیں کوئی ایسے دو شہر جو طول و عرض دونوں میں مختلف ہیں ایک شہر کا قبلہ ہرگز نہیں ہوسکتے یہ بھی غنیمت ہے کہ راولپنڈی کا قبلہ آپنے صرف دو ہی شہر دان بغداد اور دمشق ہی کو بتایا ورنہ آپکے عامیانہ اصول پر تو مصلی کے سامنے جتنے شہر، درخت، مکان، پہاڑ، مندر گرجا وغیرہ واقع ہوں وہ سب اسکے قبلہ ہیں ورنہ تخصیص بلا مخصص لازم آئے گی۔

سطحی نقشہ سے تعیین سمت کی سطحی غلطی سمت قبلہ میں مشرقی صاحب کی غایت معلومات یہ ہیں کہ:۔

"نقشہ اصلاح یا اس سے بہتر صحیح نقشہ یعنی اسکولوں کا اٹکالو، اور جس شہر کا سمت قبلہ معلوم کرنا چاہتے ہو اس شہر اور مکہ معظمہ کے درمیان خط کھینچکر جو سمت معلوم ہو ٹیڑھا یا سیدھا جس طرح کا خط ہو اسی طرح راست یا کج سمت قبلہ ہے۔"

مشرقی صاحب نے اسے اپنے رسالہ "مولوی کا غلط مذہب نمبر۹" کے نقشہ میں خط اب ج دیکر سمجھایا ہے، شاید انکو یہ معلوم نہیں کہ ان کے رسالہ یا اخبار اصلاح" کا نقشہ تو درکنار بڑے بڑے نقشوں میں سیکڑوں کیا ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں جگہیں دنیا بلکہ ہندوستان کی ایسی ہیں کہ جنکا نام ونشان تک نہیں، اس کیلئے ساری دنیا کا نقشہ نہ سہی ہندوستان کیلئے کم از کم ایشیا کا نقشہ ضرور ہونا چاہیے جسمیں ایک طرف تو وہ شہر ہو جسکی سمت مطلوب ہے، دوسری طرف مکہ معظمہ، اسے تو جغرافیہ کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ ایشیا کے نقشہ میں ہندوستان کے سب بڑے بڑے شہر بھی نہیں ہوتے۔

سمتوں کی تعیین میں سخت غلطیاں اسکے بعد مشرقی صاحب نے اپنی خیالی بنیاد پر چند شہروں کی سمت قبلہ بتائی ہے، انکی واقعی صحت تو الگ رہی خود انکے خود ساختہ اصول کے مطابق صحیح نہیں ہے سورت، ناگپور اور کٹک کا قبلہ نقطہ مغرب کو صحیح بتانا بھی غلط ہے۔

سورت کے متعلق اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ مشرقی صاحب کے قاعدہ سے ۱۹ اسیل سمت قبلہ سے

فرق ہے، ناگپور کا عرض کا ۃ یعنی ۲۱ درجہ ۵ دقیقہ ہے اور مکہ معظمہ کا عرض کا مم یعنی ۲۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ما بین العرضین لہ یعنی ۵ ۳۵ دقیقہ طول ناگپور عط د یعنی ۷۹ درجہ ۵ دقیقہ ما بین الطولین لح نب یعنی ۳۸ درجہ ۵۲ دقیقہ فصل طول ۲ گھنٹہ ۳۵ منٹ ۲۸ سکنڈ فرق دو ہزار پانچسو چورانوے میل جب آپکے حساب سے دو ہزار تین سو میل پر ایک درجہ کے فرق سے پورے ۴۰ میل کا بڑھتا ہے تو دو ہزار پانچسو چورانوے میل ۳۵ دقیقہ پر ۲۸ میل کا فرق ہوگا پھر ٹھیک نقطہ مغرب کہاں ہوا۔

علی ہذا القیاس کٹک کا عرض ک ل ۲۰ درجہ ۳۰ دقیقہ ہے ما بین العرضین ا ی ایک درجہ دس دقیقہ اور کٹک کا طول فو آ ۸۶ درجہ ایک دقیقہ ہے ما بین الطولین مہ مح ۴۵ درجہ ۴۸ دقیقہ ہے فصل طول ۳ گھنٹہ ۳ منٹ فرق مسافت تین ہزار بیالیس میل تو کٹک کا فرق نقطہ مغرب سے آپ ہی کے حساب سے ۷۰ میل ہوا پھر کٹک کا سمت قبلہ نقطہ مغرب بتانا کس طرح صحیح ہوگا۔

نیز انھوں نے ہندوستان کے جن جن شہرونکا قبلہ غیر ممالک کے جن جن شہروں کو بتایا ہے وہ جس طرح واقعہ کے خلاف ہے خود ان کے اصول و قاعدہ کے اعتبار سے بھی صحیح نہیں ہے اسلئے کہ ان شہروں کے عرض میں بھی فرق ہے اور طول کا فرق اس پر مستزاد ہے۔

اگر بالفرض ان شہروں کے مسلمان ٹھیک نقطہ مغرب کی طرف بھی منھ کرکے نماز پڑھتے ہوں تب بھی سمت قبلہ کیطرف ٹھیک رخ نہ سہی مگر ان شہروں کی طرف بھی (جنھیں مشرقی صاحب نے ان شہرونکا قبلہ بتایا ہے) رخ نہ ہوگا وہ لاہور اور امرتسر والوں کا قبلہ بیت المقدس بتاتے ہیں اولاً لاہور اور امرتسر دونوں ایک عرض پر نہیں ہیں لاہور کا عرض البلد ۳۱ درجہ ۳۰ دقیقہ ہے اور امرتسر کا ۳۱ درجہ ۳۴ دقیقہ ہے اس حساب سے اگر بیت المقدس لاہور والونکا قبلہ ہوگا یعنی ان کے نقطہ مغرب سے ٹھیک جہت میں ہوگا تو امرتسر والوں کا قبلہ نہ ہوگا اور اگر امرتسر والوں کا قبلہ ہوگا تو لاہور والوں کا نہ ہوگا حالانکہ واقعہ کے لحاظ سے بیت المقدس نہ لاہور والوں کا قبلہ ہے اور نہ امرتسر والوں کا اس لئے کہ بیت المقدس کا عرض لا م ۳۱ درجہ ۴۰ دقیقہ ہے جس سے لاہور سے پورے دس دقیقہ اور امرتسر سے تین دقیقہ کا فرق ہے اور بیت المقدس کا طول لہ ید ۳۵ درجہ ۱۴ دقیقہ ہے اور لاہور کا طول عد کج ۷۴ درجہ ۲۳ دقیقہ ما بین الطولین لط ط ۳۹ درجہ ۹ دقیقہ فصل طول دو گھنٹہ ۳۶ منٹ ۳۶ سکنڈ فرق مسافت دو ہزار چھ سو میل گویا خود ان کے قاعدہ سے

۱۰ میل کا فرق ہوا پھر لاہور والوں کا قبلہ بیت المقدس کس طرح ہوگا؟

علی ہذا القیاس طول امرتسر عدؔ مح ۷۴ درجہ ۴۸ دقیقہ ہے تو بیت المقدس اور امرتسر کا مابین الطولین لط لو ۳۹ درجہ ۳۴ دقیقہ اور فصل طول دو گھنٹہ ۳۸ منٹ ۱۶ سکنڈ ہوا اور فرق مسافت دو ہزار چھ سو بتیس میل ہوا اس لئے مشرقی صاحب کے قاعدہ سے نقطۂ مغرب سے ۳ میل کا فرق ہوگا پھر امرتسر والوں کا قبلہ بیت المقدس کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے

اسی طرح راولپنڈی والوں کا قبلہ بھی بغداد نہ ہوگا کیونکہ راولپنڈی کا عرض لجؔ لہ ۳۳ درجہ ۳۷ دقیقہ ہے اور بغداد لجؔ کقہ مابین العرضین ب یز ۲ درجہ ۱۷ دقیقہ اور راولپنڈی کا طول عجؔ دقہ ۷۳ درجہ ۴ دقیقہ ہے اور بغداد کا مد کقہ ۴۴ درجہ ۲۵ دقیقہ مابین الطولین کح ما ۲۸ درجہ ۴۱ دقیقہ فصل طول ایک گھنٹہ ۵۴ منٹ ۴۴ سکنڈ فرق مسافت ایک ہزار نو سو ستر میل یہ فرق اگرچہ طول میں اور شہروں کے اعتبار سے کچھ کم ہے پھر بھی تقریباً دو ہزار میل ہے مگر عرض کا فرق ۲ درجہ ۱۷ دقیقہ ہے جب ایک درجہ پر آپ کے حساب سے ۴۴ میل کا فرق پڑ جاتا ہے تو دو درجہ سے زائد پر ۹۰ میل فرق ہوگا پھر راولپنڈی والوں کا قبلہ بغداد کو بتانا کس قدر غلط ہے اور دمشق اور راولپنڈی کا مابین العرضین ب زؔ ۲ درجہ اور ۷ دقیقہ ہے اور مابین الطولین لو نبؔ ۳۶ درجہ ۲۵ دقیقہ ہے فصل طول دو گھنٹہ ۱۲ منٹ ۲۸ سکنڈ اور فرق مسافت ۲ ہزار پانچسو چودہ میل ہے اس میں بھی ان کے حساب سے ۸۰ میل فرق ہوا نہ ٹھیک نقطۂ مغرب ہوگا کہ راولپنڈی والوں کا قبلہ دمشق قرار دیا جائے۔

پشاور کا قبلہ بیروت بتانا بھی صحیح نہیں، اس لئے کہ پشاور کا عرض البلد لدؔ یہ درجہ دقیقہ ۳۴ درجہ ۱۵ دقیقہ ہے اور بیروت کا لجؔ نجؔ ۳۳ درجہ ۵۴ دقیقہ مابین العرضین کا یعنی ۲۱ دقیقہ طول پشاور عا لؔ ۷۱ درجہ ۳۰ دقیقہ طول بیروت لہؔ لا ۳۵ درجہ ۳۱ دقیقہ مابین الطولین لہ نطؔ ۳۵ درجہ ۵۹ دقیقہ فصل طول ۲ گھنٹہ ۲۴ منٹ ۴ سکنڈ فرق مسافت دو ہزار چار سو میل تو ۲۱ درجہ پر ۱۴ میل کا فرق ہوگا اسی طرح دہلی کا قبلہ بوشہر نہیں ہو سکتا دہلی کا عرض البلد کح مد ۲۸ درجہ ۴۴ دقیقہ ہے بوشہر کا کط ۲۹ درجہ ۵۰ دقیقہ مابین العرضین ا ح ایک درجہ آٹھ دقیقہ طول دہلی عز کقہ ۷۷ درجہ ۲۰ دقیقہ طول بوشہر ۵۰ درجہ مابین الطولین کز کقہ ۲۷ درجہ ۲۰ دقیقہ فصل طول

ایک گھنٹہ ۴۹ منٹ ۴ سکنڈ، فرق مسافت ایک ہزار چھ سو بیاسی میل پس ۴۵ میل فرق ہوگا۔

یہ بھی صحیح نہیں کہ ملتان کا قبلہ کوفہ ہے، ملتان کا عرض ل ج ۳۰ درجہ ۳ دقیقہ کوفہ کا عرض لب ند ۳۲ درجہ ۵۴ دقیقہ ہے، مابین العرضین ب مآ ۲ درجہ ۴۱ دقیقہ طول ملتان عا قیہ ۷۱ درجہ ۳۰ دقیقہ طول کوفہ کد ۴۴ درجہ مابین الطولین مز قیہ ۲۷ درجہ ۳۰ دقیقہ فصل طول ح ی ۱ گھنٹہ دس منٹ فرق مسافت تین ہزار ایک سو چھیاسٹھ یعنی مشرقی صاحب کے قاعدہ سے ایک سو باسٹھ میل فرق ہوگا، پھر ملتان کا قبلہ کوفہ بتانا کیسے صحیح ہوا، کراچی کا قبلہ مدینہ طیبہ بھی عجیب ہے، کراچی کا عرض البلد کہ ۲۵ درجہ مدینہ منورہ کا عرض کہ ک ۲۴ درجہ ۲۰ دقیقہ ہے، مابین العرضین قم ۴۰ دقیقہ طول کراچی سز ۶۷ درجہ طول مدینہ طیبہ م نہ ۴۰ درجہ ۵۵ دقیقہ فصل طول ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ ۴۰ سکنڈ فرق مسافت ۲۳۷۱ میل تو ۴۰ دقیقہ پر ۲۲ میل فرق ہوگا۔

مدراس کا قبلہ عدن بھی نہیں ہو سکتا، عرض مدراس یج قیہ ۱۳ درجہ ۲ دقیقہ عرض عدن یب مہ ۱۲ درجہ ۴۵ دقیقہ مابین العرضین یز ۱۷ دقیقہ طول مدراس فہ کب ۸۰ درجہ ۲۲ دقیقہ طول عدن مہ ج ۴۵ درجہ ۳ دقیقہ، مابین الطولین لہ یط ۳۵ درجہ ۱۹ دقیقہ فصل طول ۲ گھنٹہ ۲۱ منٹ ۱۶ سکنڈ فرق مسافت ۲۲۳۲ میل یعنی ان ہی کے حساب سے ۱۱ میل کا فرق ہوگا، مدراس کا قبلہ عدن بتانا کسطرح صحیح ہو سکتا ہے؟

بمبئی کا قبلہ بندرگاہ سواکن بتانا اگر مجذوب کی بڑ نہیں تو اور کیا ہے؟ عرض بمبئی یح نہ ۱۸ درجہ ۵۵ دقیقہ ہے عرض سواکن یط ل ۱۹ درجہ ۳۰ دقیقہ مابین العرضین لہ ۳۵ دقیقہ فصل طول دو گھنٹہ ۲ منٹ ۲۰ سکنڈ فرق مسافت ۲۲۷۵ میل تو آپ ہی کے حساب سے ۲۰ میل کا فرق ہوا ایسی صورت میں بمبئی کا قبلہ سواکن بتانا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

غرض جہاں جہاں کا قبلہ مشرقی صاحب نے جن جن شہروں کو بتایا ہے کل کا کل غلط ہے نہ واقعہ کے اعتبار سے یہ شہر قبلہ ہیں، اور نہ مشرقی صاحب کے قاعدہ کے مطابق یہ سب

کم فرق امرتسر اور بیت المقدس کے نقطۂ مغرب میں ہے وہ بھی ۳ میل ہے اور سب سے زیادہ ملتان اور کوفہ میں ہے جسمیں ایک سو چھیاسٹھ میل کا فرق ہے۔

سمت قبلہ کی تعریف اور اس کے معلوم کرنے کے طریقہ سے ناواقفیت

حقیقت یہ ہے کہ مشرقی صاحب کو نہ سمت قبلہ کی تعریف معلوم ہے نہ وہ اس کے معلوم کرنے کا قاعدہ جانتے ہیں، نہ سمت قبلہ کے فقہی مسائل سے واقف ہیں، سمت قبلہ کی تعریف علماء ہیئت کے نزدیک یہ ہے:۔

هی نقطة فی الافق من واجهها واجه الکعبة

سمت قبلہ افق میں اس نقطہ کا نام ہے کہ جو اسکے مواجہ میں ہوگا وہ کعبہ کے مواجہ میں ہوگا۔

اسی نقطہ پر دائرۃ الافق اس دائرۃ العظیم سے تقاطع کرتا ہے جو راس البلد اور راس مکہ معظمہ پر ہوتا ہوا گذرے اور قوس سمت قبلہ کی تعریف ہے۔

واما سمت قوس سمت القبلة فهی قوس من الافق تقع بین هذه النقطة واحدی نقطتی الشمال والجنوب بشرط ان لا یکون اکثر من الربع او احدی نقطتی المشرق والمغرب کذلک وقد قوس انحرافها ایضا وهی قدر ما یجب ان ینحرف المصلی من مواجهة احدی النقاط الاربع لیواجه البیت۔

اور قوس سمت قبلہ افق کی وہ قوس ہے جو اس نقطہ اور نقطۂ شمال یا جنوب کے درمیان یا اس نقطہ اور نقطۂ مغرب و مشرق کے درمیان واقع ہو بشرطیکہ ربع دور سے زیادہ نہ ہو اسکو قوس انحراف بھی کہتے ہیں یعنی مصلی کو نقاط اربعہ مغرب مشرق اور شمال و مغرب سے کس قدر انحراف کرنا چاہئے کہ وہ بیت اللہ کے مواجہ میں ہو۔

ہندوستان کے مختلف مقامات کے سمت قبلہ کا اختلاف

ہندوستان مکہ معظمہ سے مشرق میں ہے اس لئے ہندوستان کے قبلہ کی تین ہی صورتیں ہوسکتی ہیں ٹھیک نقطۂ مغرب میں ہو یا اس قدر کم فرق ہو کہ قابل التفات نہ ہو جیسے اٹاوہ، اناو، بہرائچ، جالون، سیتاپور، فرخ آباد، کانپور، کھیری، لکھنؤ، ہردوئی وغیرہ کہ ان کا انحراف ایک درجہ سے بھی کم ہے خصوصاً اناو کہ اس کا انحراف فقط ۲ دقیقہ ہے دوسرے انحراف شمالی ہو،

جیسے بنگال، بہار، اڑیسہ کے تمام شہر اور صوبجات متحدہ کے بعض اضلاع ہیں اسے انحراف جنوبی ہو جیسے پنجاب کے تمام شہر اور یو، پی کے بعض اضلاع۔

لیکن کن کن شہروں میں کس قدر انحراف شمالی یا جنوبی ہوگا اس کا جاننا مسلمانوں کیلئے از حد ضروری ہے، افسوس کہ نہ صرف عام مسلمان بلکہ علما تک اس سے غافل ہیں اسی ضرورت کو محسوس کر کے راقم الحروف نے اپنے رسالہ موذن الاوقات میں ہر عرض کے ایک مشہور مقام کے ہر مہینہ اور ہر دن کے جملہ اوقات، روزہ و نماز ہیئت و توقیت کے قاعد جدید و قدیم سے استخراج کر کے دیدیئے ہیں نیز اس عرض کے تمام اضلاع و قصبات اور مشہور دیہاتوں کا تفاوت جن کا طول و عرض مجھے اٹلس یا انڈکس آف نیپ سے معلوم ہو سکا دیا ہے اس لئے اس کتاب کا افادہ بہت بڑھ گیا ہے شائقین اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

شہروں اور آبادیوں میں تو مسجدیں ایک حد تک اس سے مستغنی کر دیتی ہیں مگر جہاں مسجدیں نہیں ہیں یا نئی مسجد بنانی ہے یا کسی کی سمت قبلہ غلط ہے وہاں اس کی ضرورت پڑتی ہے اس لئے صوبجات بنگال، بہار، اڑیسہ، ممالک متحدہ آگرہ و اودھ اور پنجاب کے اضلاع کا سمت قبلہ و قدر انحراف بقید درجہ و دقیقہ مع جہت انحراف لکھدیا ہے اس کے بعد دائرۂ ہندیہ یا قطب نما سے سمت قبلہ نکال لینا بہت آسان ہے جس شہر میں نقطۂ مغرب سے جس قدر شمال یا جنوب کو انحراف لکھا گیا ہے اسیقدر شمال یا جنوب کو دیتے ہوئے نماز میں کھڑا ہونا چاہئے واللہ الموفق۔

نام شہر	قوس انحراف		جہت	نام شہر	قوس انحراف		جہت	نام شہر	قوس انحراف		جہت
	دقیقہ	درجہ			دقیقہ	درجہ			دقیقہ	درجہ	
صوبہ بنگال				بانکورا	۷	۷	شمالی	پٹنہ	۵۶	۶	شمالی
				بردوان	۹	۷	″	جلپائی گوڑی	۱۵	۴	″
باقر گنج	۳۹	۸	شمالی	بوگرا	۲۶	۶	″	جلیسور	۴۵	۷	″

نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت
چاٹگام	۱۲	۹	شمالی
دارجلنگ	۳۲	۳	″
دیناج پور	۷	۵	″
ڈھاکہ	۳۵	۷	″
رنگپور	۱۱	۵	″
کلکتہ	۷	۸	″
کوچ بہار	۴۲	۴	″
کھلنا	۱۲	۸	″
مرشد آباد	۲۷	۶	″
مدناپور	۲	۸	″
میمن سنگھ	۴۴	۶	″
نادیا	۱۷	۶	″
نواکھالی	۳۶	۸	″
ہوڑہ	۵	۸	″
ہوگلی	۴۷	۷	″
صوبہ بہار و اڑیسہ			
آرہ	۴۶	۳	″
اوردےپور	۵۷	۶	″
بالاسور	۴۵	۸	″
بھاگلپور	۴۶	۳	″

نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت
پٹنہ	۵۶	۳	شمالی
پلامون	۲۲	۴	″
پوری	۲۹	۱۰	″
پورنیہ	۴۴	۴	″
چھپرا	۳۷	۳	″
دربھنگہ	۳۳	۳	″
رانچی	۳۰	۶	″
گیا	۴۶	۴	″
مالدہ	۴۴	۵	″
مان بھوم	۱۰	۷	″
مظفرپور	۲۵	۳	″
موتی ہاری	۳۹	۲	″
ہزاری باغ	۴۸	۵	″
ممالک مغربی و شمالی			
آگرہ	۳	۱	جنوبی
الہ آباد	۵۲	۲	شمالی
الموڑہ	۲۳	۳	جنوبی
اعظم گڑھ	۵۲	۲	شمالی
اٹاوہ	۳	۰	جنوبی
امیٹھہ	۱۰	۱	″

نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت
اناؤ	۵۴	۲	شمالی
باندا	۲۶	۲	″
بارہ بنکی	۴۳	۰	″
بجنور	۸	۴	جنوبی
بدایوں	۱۰	۲	″
بریلی شریف	۱	۲	″
بستی	۳۳	۱	شمالی
بلند شہر	۵۶	۲	جنوبی
بلیا	۴۴	۳	شمالی
بنارس	۳۷	۲	″
بہرائچ	۱۷	۰	″
پرتاب گڑھ	۲۸	۴	″
پیلی بھیت	۱۲	۲	جنوبی
ٹہری گڑھوال	۲۰	۵	″
جالون	۵۹	۰	شمالی
جونپور	۵۰	۲	″
جھانسی	۳۶	۱	″
دہرادون	۱۹	۴	جنوبی
رائے بریلی	۳۸	۱	شمالی
ریاست رامپور	۵۲	۲	جنوبی
سلطانپور	۵۷	۱	شمالی

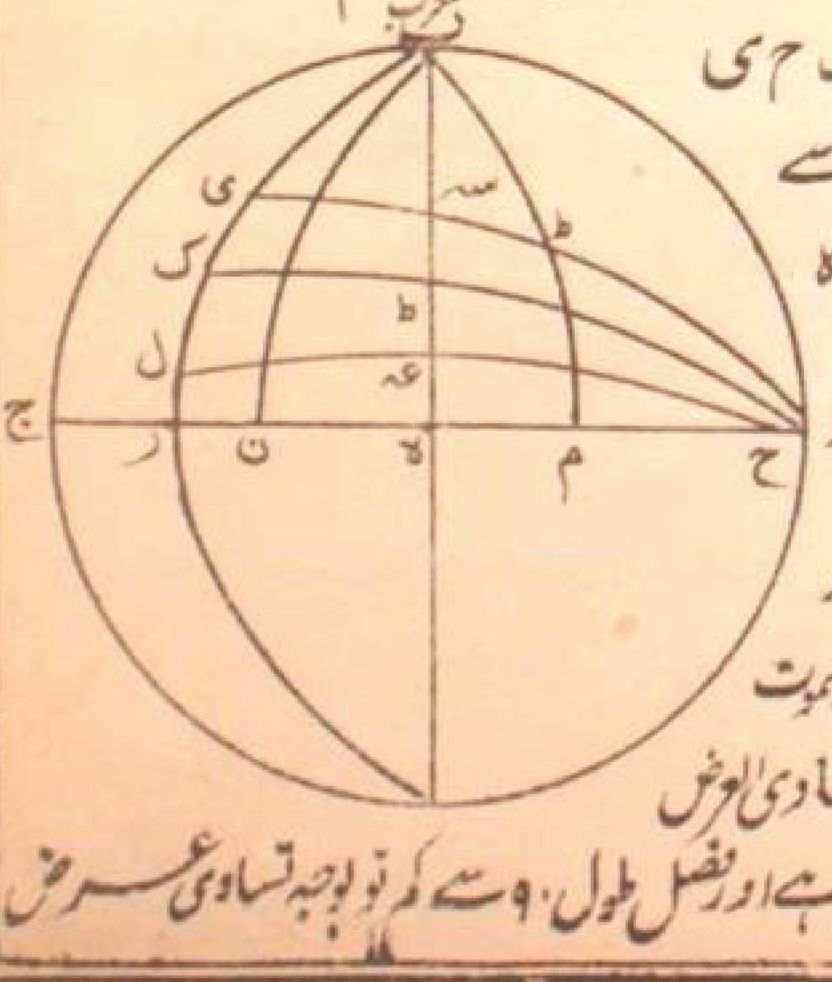
نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت	نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت	نام شہر	قوس انحراف دقیقہ	قوس انحراف درجہ	جہت
سہارن پور	۲۱	۵	جنوبی	مرزاپور	۴۸	۴	شمالی	سیالکوٹ	۱۵	۱۱	جنوبی
سیتاپور	۲۲	۰	″	نینی تال	۲۶	۳	جنوبی	شاہ پور	۳۹	۱۲	″
شاہجہان پور	۱۱	۱	″	ہردوئی	۲۳	۰	″	شملہ	۱۴	۷	″
علی گڑھ	۷	۲	″	ہمیرپور	۳۲	۱	شمالی	فیروزپور	۴۹	۸	″
غازیپور	۲۱	۲	شمالی	**صوبۂ پنجاب**				کرنال	۱۷	۵	″
فتحپور	۵۲	۱	″					کوہاٹ	۴۲	۱۵	″
فرخ آباد	۳۸	۰	جنوبی	امرت سر	۴۰	۹	جنوبی	گجرات	۴۳	۱۱	″
فیض آباد	۱۵	۱	شمالی	بنون	۲۷	۵	″	گجرانوالہ	۰	۱۱	″
کانپور	۵۹	۰	″	پشاور	۱۹	۱۶	″	گڑگاؤں	۵۶	۲	″
کھیری	۴۷	۰	جنوبی	جہلم	۳۶	۱۲	″	لاہور	۰	۱۰	″
گورکھپور	۵۷	۱	شمالی	جالندھر	۴۵	۹	″	لودھیانہ	۵۳	۷	″
گونڈہ	۳۰	۱	″	جھنگ	۶	۱۱	″	مظفرنگر	۵۲	۹	″
لکھنؤ	۴۱	۰	″	حصار	۱۷	۵	″	ملتان	۵۳	۹	″
مرادآباد	۲	۳	جنوبی	ڈیرہ اسمٰعیل خان	۱۰	۱۳	″	منٹگمری	۲۳	۹	″
میرٹھ	۵۰	۳	″	ڈیرہ غازی خان	۱۰	۱۰	″	ہوشیارپور	۴۸	۸	″
تنڈپوری	۴۲	۰	″	راولپنڈی	۱۳	۱۴	″				
متھرا	۴۰	۱	″	رہتک	۴۲	۴	″				

پنجاب اور یوپی کے جن شہروں کا سمت قبلہ جنوبی ہے اُسے تو مشرقی صاحب شاید تسلیم کرلیں مگر یوپی کے جن شہروں کا قبلہ شمالی ہے یا بنگال بہار اڑیسہ کے تمام شہرونکا جن کا قبلہ شمالی ہے اُسکو تسلیم کرنے میں شاید اُنکو تامل ہو اور وہ یہ خیال کریں کہ یہ سب شہر مکۂ معظمہ سے زائد العرض تھے اس لئے کہ ان کے دئے ہوئے نقشہ کے مطابق خط ملانے سے کعبہ معظمہ

جنوب کی طرف آتا ہے، نہ شمال کو، اس لئے فقیر اس مسئلہ کو مدلل کرنے کیلئے سمت قبلہ معلوم کرنیکا قاعدہ لکھے دیتا ہے۔

سمت قبلہ معلوم کرنیکا طریقہ فصل طول مکہ معظمہ اور بلد مفروض جسکی سمت قبلہ معلوم کرنا ہو اگر وہ ۹۰ درجے سے کم ہو تو عرض جنوبی میں وہ عمود جو سمت الراس مکہ معظمہ پر گزرتا ہو نصف النہار بلدی پر قائم کریں (یعنی نقطۂ اعتدال سے ایک دائرۂ عظیم مکہ مکرمہ کی سمت گزاریں کہ نصف النہار پر آپ ہی عمود ہوگا (کیونکہ اسکے دونوں قطب اعتدالین پر گزرا ہے)

یہ سمت الراس سے ہمیشہ شمال کو گزرے گا کہ اس عرض میں معدل سمت الراس شمالی سے ہے اور سمت الراس مکہ معظمہ معدل سے تو عمود جو نقطۂ اعتدال سے نکل کر سمت الراس مکہ معظمہ پر گزرتا ہو نصف النہار سے ملا ہو قطعی سمت الراس بلد سے شمالی ہوگا، مگر عرض شمالی میں تینوں حالتیں ہوتی ہیں اگر عرض عمود عرض البلد کے برابر ہے تو موقع عمود میں سمت الراس بلد ہے یعنی بلد کا دائرہ اول السموت ہی سمت الراس مکہ پر گزرا ہوا ہو اور اگر اسکا عرض عرض البلد سے زائد ہو تو موقع عمود سمت الراس سے شمالی ہوگا اور اگر عرض بلد سے کم ہو تو جنوبی ہوگا جیسا اس شکل سے ظاہر ہے ا ب ح ء افق شمالی ہو ب ہ د اسکا اول السموت ب س د معدل النہار ح قطب شمالی ظاہر ہو کہ اول السموت کا معدل سے فصل اعظم دائرہ نصف النہار پر ہ س ہے کہ عرض البلد ہے پھر کم ہوتا گیا ہو یہانتک کہ نقطۂ ب پر معدوم ہوگیا، ح د ح ل ح ک ح ی دوائر میلیہ ہیں جو قطب سے نکل کر معدل سے ملے ہیں اور اول السموت کے نقاط ہ عہ ط سہ کا معدل سے عرض بتاتے ہیں جن میں سب سے بڑا ہ س ہے پھر عہ ل پھر ط ک پھر سہ ی عرض نصف النہار سے جتنا فصل بڑھتا گیا ہے عرض اول السموت گھٹتا گیا ہے، فرض کیجئے کہ تین شہر مساوی العرض



ہیں جن کا عرض عرض حرم سے زیادہ ہے اور فصل طول ۹۰ سے کم تو بوجہ تساوی عرض

مواقع مذکورہ پر ان کے اول السموت کے عرض یکساں ہونگے فرض کیجئے عرض عہ
ل عرض حرم سے زائد ہو ط ک مساوی اور سہ ی چھوٹا، تو ان تین شہروں میں مکہ معظمہ
سے جس کا فضل طول ل ر ہے وہاں سمت الراس مکہ معظمہ ط نصف النہار ح ل پر ہے
اور چونکہ عہ ل عرض حرم سے زائد ہے ط اول السموت اور معدل کے بیچ میں پڑیگا، تو عمود
ب ن نقطۂ اعتدال سے نکلکر سمت الراس حرم پر ہوتا ہوا نصف النہار سے ملا ہوا سمت الراس
بلد سے جنوب کو پڑیگا، اور جس کا فضل طول ک ر ہے وہاں ط نصف النہار ح ک پر ہے
اور چونکہ ط ک مساوی عرض حرم ہے، اسلئے ط خاص اول السموت پر واقع ہوگا، اور ب
ح جو اول السموت ہے عمود ہوگا کہ ب سے نکلکر ط پر گزرتا اور نصف النہار سے ملا ہوا ہے
اور جس کا فضل طول ی ر ہے وہاں ط نصف النہار ح ی پر ہے، چونکہ سہ ی عرض حرم
سے چھوٹا ہے اس لئے ط اول السموت سے باہر شمال حصہ میں رہیگا، اور عمود ب ط سمت الراس
بلد سے شمال کو پڑیگا، علامہ موسیٰ رومی شارح چغمنی فرماتے ہیں :-

"اعلم ان راس مکۃ فی ھذہ القسم الذی طولہ وعرضہ اکثر من طول مکۃ و
عرضھا یمکن ان یقع علی دائرۃ اول السموت البلد فیکون سمت القبلۃ
نقطۃ المغرب والخط الذی علی صوبھا خط المشرق والمغرب وان یقع
شمالیا منھا فیکون السمت فی الربع الغربی الشمالی من الافق وان یقع جنوبیا
عنھا فیکون السمت فی الربع الغربی الجنوبی کما یقتضیہ العمل بما فی الکتاب
لانہ لا یجب ان یکون الخط المذکور علی صوبہ"

علامہ برجندیؒ اسکے حاشیہ میں ارقام فرماتے ہیں :-

"توضیح المقام ان دائرۃ اول السموت تقطع معدل النہار علی نقطتی المشرق
والمغرب وغایۃ البعد بینھما انما ھی بقدر عرض البلد وکل من القسی
الواقعۃ بینھما من دوائر المیل بل من انصاف نہار سائر الآفاق
اصغر من عرض البلد وکل قوس ابعد من غایۃ البعد اصغر من
الاقرب ویجوز ان یکون عرض مکۃ فی ھذا القسم بقدر

قوس من هذه القسي فيكون سمت راس مكة على اول السموت و سمت البلد وسمت القبلة نقطة المغرب ويجوز ان يكون عرض مكة اعظم من تلك القوس فيكون سمت راس مكة فى شمال اول السموت وسمت القبلة فى الربع الغربي الشمالي من الافق و يجوز ان يكون عرض مكة اصغر من تلك القوس فيكون سمت راس مكة فى جنوب اول السموت وحينئذ يكون سمت القبلة فى الربع الغربي الجنوبي من الافق كما هو مقتضى العمل الذى ذكره المصنف "

اسی سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ جس طرح یہ خیال غلط ہے کہ زائد العرض شہروں کا سمت قبلہ مطلقاً جنوبی ہوتا ہے اسی طرح مشرقی صاحب کا یہ خیال بھی غلط ہے کہ جو شہر مکہ معظمہ کے ٹھیک پورب واقع ہیں اُنکا قبلہ نقطۂ مغرب ہوگا جس بنا پر اُنھوں نے سورت کو جہاں عرب پہلی صدی میں سب سے پہلے اُترے تھے مکہ معظمہ سے مشرق کی سمت بتایا اور سورت ناگپور کٹک وغیرہ کو جو اسی عرض بلد پر واقع ہیں جس پر ان کے خیال میں مکہ معظمہ واقع ہے اُنکا قبلہ ٹھیک نقطۂ مغرب کو صحیح بتایا امام فخر الدین رازیؒ تفسیر کبیر میں دلائل قبلہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

امام رازی کے دلائل قبلہ | واما الطريقة اليقينية وهي المذكورة فى كتب الهيئة قالوا سمت القبلة نقطة التقاطع بين دائرة الافق و بين دائرة العظيمة تمر بسمت رؤسنا و رؤس اهل مكة و انحراف القبلة قوس من دائرة الافق ما بين سمت القبلة و دائرة نصف النهار فى بلدنا وما بين سمت القبلة ومغرب الاعتدال تمام الانحراف تا لوا و يحتاج فى معرفة سمت القبلة الى معرفة طول مكة وعرضها فان كان طول البلد مساويا لطول مكة وعرضها مخالفا لعرض مكة كان سمت قبلتها على خط نصف النهار فان كان البلد

شمالیا فالی الجنوب وان کان جنوبیا فالی الشمال واما اذا کان
عرض البلد مساویا لعرض مکۃ وطولہ مخالفا لطولھا فقد یظن ان
سمت قبلۃ ذلک البلد علی خط الاعتدال وھو ظن خطاء"

دیکھیے کس قدر روشن تصریح ہے کہ جب عرض بلد عرض مکہ کے مساوی اور طول بلد طول مکہ کے مخالف ہو تو خیال کیا جاتا ہے کہ اس شہر کا خط اعتدال یعنی ٹھیک مغرب کو ہے جیسا مشرقی صاحب نے خیال کیا مگر امام رازی فرماتے ہیں کہ یہ خیال غلط ہے۔

استخراج سمت قبلہ کا قاعدہ اس تمہید کے بعد استخراج سمت قبلہ کا قاعدہ وضاحت کیساتھ بیان کیا جاتا ہے

قاعدہ یہ ہے ظم عرض حرم + جم فصل طول = ظم عرض موقع جم عرض موقع + ظل فصل طول = مخوضا۔ جیب تفاضل = ظل انحراف۔

اسکی تشریح یہ ہے کہ جس مقام کا سمت قبلہ معلوم کرنا ہو، پہلے اُسکے طول کا مکہ معظمہ کے طول سے تفاضل لے لیا جائے اُسکے بعد ظل[1] التمام عرض مکہ کو جیب التمام فصل طول کیساتھ جمع کیا جائے حاصل جمع کی قوس معلوم کرکے اس کا کُل لے لیا جائے کہ عرض موقع ہے پھر اسکو عرض بلد سے تفریق کیا جائے اگر عرض بلد عرض موقع سے کم ہے تو انحراف شمالی ہوگا اور زائد ہے تو انحراف جنوبی ہوگا اور برابر میں کوئی انحراف نہ ہوگا بلکہ سمت قبلہ ٹھیک نقطہ مغرب کو ہوگا اسکے بعد جیب التمام عرض موقع کو ظل فصل طول کیساتھ جمع کیا جائے، حاصل جمع کو جیب تفاضل عرض موقع و عرض البلد سے کم کرکے اس ظل کی قوس لے کر ۹۰ تک اس کا تمام لیا جائے یہ قدر انحراف ہوگا سمت قبلہ معلوم کرنے کا یہ آسان طریقہ ہے،

اس قاعدہ کے بعد اب میں پھر مشرقی صاحب کے افادات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں فرماتے ہیں۔

"یہ کہنا کچھ بیجا نہیں ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی پچھلی کئی قرنوں کی نمازیں اور نفلوں کے علاوہ یقیناً اسی لئے قبول نہیں ہوئیں کہ وہ دین اسلام کے مقرر شدہ قبلہ کی طرف نہ تھیں، خدا اس کم نگاہ اور اندھی امت سے بجا ناراض ہے"

[1] ظل اور ظل التمام جیب اور جیب التمام وغیرہ کی لوگارتمی اعداد مینیمیکل ٹیبلس لوگارتمس چیمبر صاحب میں ملیں گے یہ کتاب رڑکی ٹامسن کالج سے مل سکتی ہے ۱۲ منہ

اور کی لات کے ساتھ اس دعوے سے مشرقی صاحب عالم غیب بھی ہو گئے کہ انھوں نے مسلمانوں کی قرنوں کی نمازوں کو اکارت کر دیا دیکھیے اُن کی پرواز کہاں تک لے جاتی ہے۔ لیکن یہ دعویٰ بھی اُنکے قصور علم کا نتیجہ ہے۔

فہم قرآن کا نمونہ اونکو معلوم ہونا چاہیے کہ استقبال قبلہ عام ہے خواہ عین کعبہ کی طرف رخ ہو، جیسے مکہ کرمہ والوں کے لئے یا محض اس جہت کی سمت ہو جیسے اوروں کیلئے کلام اللہ کے یہ الفاظ ہیں فول وجهك شطر المسجد الحرام اور فولوا وجوهكم شطره اگر عین کعبہ سے استقبال کا حکم ہوتا تو لفظ شطر کے بجائے فولوا وجوهكم الى بيت الله فرمایا جاتا تفسیر کبیر میں ہے۔

فی الآیة قولان الاول وهو قول جمهور المفسرین من الصحابة والتابعين والمتاخرين واختيار الشافعی رضی الله عنه فی كتاب الرسالة ان المراد جهت المسجد الحرام وتلقائه وجانبه وقراة ابی ابن كعب رض تلقاء المسجد الحرام،

یعنی شطر کی تفسیر میں دو قول ہیں، پہلا جمہور مفسرین صحابہ و تابعین و علمائے متاخرین اور امام شافعیؒ کا کتاب الرسالہ میں پسندیدہ قول یہ ہے، کہ مراد جہت سے مسجد حرام ہے اور اس کے مقابل و محاذی ہے اور ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کی قرأت ہی تلقاء المسجد الحرام ہے۔

امام رازی نے اس کے بعد دوسرا قول معتزلہ کا بیان کیا ہے کہ شطر سے مراد نصف ہے اس کے بعد دو دلیلوں سے اسے رد کیا ہے فرماتے ہیں اگر شطر سے مراد طرف ہو تو لفظ شطر بڑھانے کا کوئی فائدہ نہ ہوگا اس لئے اگر فول وجهك المسجد الحرام کہا جائے جب بھی یہی مطلب ہوگا البتہ اگر شطر کے معنی جہت سے لئے جائیں تو بیشک اس لفظ کے بڑھانے کا فائدہ ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے البيت قبلة لاهل المسجد والمسجد قبلة لاهل مكة والحرم قبلة لاهل المشرق والمغرب۔

ایک خوش اعتقادی آگے مشرقی صاحب کی خوش اعتقادی مغربی قوم کے متعلق ملاحظہ ہو:۔

"اگر یہی فولوا وجوهكم شطر المسجد الحرام کا حکم کسی مغربی قوم پر نازل ہوتا تو

مجھے یقین ہے کہ یورپ کے ہر حصہ میں کروڑوں نہایت باریک بین رصدی آلات اس مطلب کیلئے شہر بشہر نصب ہو جاتے کہ خدائے عز وجل کے آسمانی حکم کے رو سے شطر المسجد الحرام صحیح طور پر دریافت کریں وہ قوم ایسے دقیقہ رس اور نازک آلات ایجاد کرتی کہ شمال و مغرب کے درمیان تین لاکھ چوبیس ہزار سمتوں سے ایک گز کا بھی فرق نہ آنے پاتا اُن کے قبلہ کی سمت عین کعبہ کے سیاہ غلاف کے نصف پر آکر پڑتی ہے جو چھ فٹ لمبا اور چھ فٹ چوڑا ہے"

مشرقی صاحب نے خوش اعتقادی کی بھی حد کر دی اُن کو ہمیشہ ایسی ہی باتوں کا یقین ہوا کرتا ہے جو بالکل واقعہ کے خلاف ہوں جنھیں اصلیت سے دُور کا بھی علاقہ نہ ہو، مغربی قوموں کو فولوا وجوھکم شطر المسجد الحرام کا حکم تو نہیں لیکن فولوا وجوھکم شطر البیت المقدس کا حکم تو ہو کہ وہ اُن کا بھی قبلہ ہے، میں مشرقی صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ مغربی قوموں نے یورپ میں کتنے کروڑ باریک بین رصدی آلات بیت المقدس کی سمت معلوم کرنے کیلئے شہر بشہر نصب کر دئے کیا مسلمانوں کے لئے خانہ کعبہ کی جو اہمیت ہے مغربی قوموں کیلئے بیت المقدس کی اس سے کم ہے،

سمت قبلہ معلوم کرنے کے طریقوں اور آلات سے ناواقفیت

مشرقی صاحب باوجود دعویِ ہمہ دانی اپنے گھر کی دولت سے محروم ہیں انھیں یہ بھی نہیں معلوم کہ مسلمانوں کے پاس سمت قبلہ معلوم کرنے کے کیسے باریک آلات ہیں آپکے تخیل میں تو صرف مغربی قوم ایسے آلات ایجاد کرتی کہ شمال و مغرب کے درمیان تین لاکھ چوبیس ہزار سمتوں سے ایک گز کا بھی فرق نہ آنے پاتا اور مسلمانوں کے پاس اس گئی گزری حالت پر بھی ایسے ایسے آلات و معلومات ہیں کہ نقطہ شمال و مغرب کے درمیان پندرہ سنکھ ستائیس پدم چھبیس نیل چونسٹھ کھرب مختلف سمتوں کے درمیان ایک گز تو درکنار ایک انچ کا بھی فرق نہیں پڑ سکتا اگر جناب کو اس کی خبر نہ ہو تو اس کا کیا علاج، میں بتاتا ہوں کہ اس آلہ کا نام اسطرلاب ہے امام فخر الدین رازی رح ادلۂ سمت قبلہ کے طریقۃ الیقینیہ کے بیان میں فرماتے ہیں۔

"ولذلك طرق اسهلها ان يعرف الجزء الذی يسامت رأس

اهل المكة من فلك البروج وهو ربع من الجوزاء وربع من السرطان فيضع ذلك الجزء على خط وسط السماء فی الاسطرلاب المعمول لعرض البلاد ويعلم على المرئ علامة ثم يدير العنكبوت الى ناحية المغرب ان كان البلد شرقيا عن مكة كما فی بلاد خراسان والعراق بقدر ما بين الطولين من اجزاء الحجرة (الى قوله) ويخط على ظل المقياس خطا من مركز العضو الى طرف الظل فذلك الخط خط الظل فيبنى عليه المحراب "

یہ آلہ آپ کی مغربی قوم کے آلات کی طرح بہت بیش قیمت بھی نہیں جس کا حصول ہر شخص کے لئے ممکن نہ ہو، رامپور لائبریری اور کتبخانہ خدابخش خاں مرحوم کے علاوہ دوسرے کتبخانوں میں بھی بہتیرے اسطرلاب ہیں اسطرلاب کے علاوہ میں شرقی صاحب کو ایک اور آلہ بتاتا ہوں جس سے نہایت آسانی کے ساتھ سمت قبلہ معلوم کی جا سکتی ہے اور مغرب وشمال کے پندرہ سنگھ حصول میں اس کے ذریعہ بھی ایک انچہ کا فرق نہیں پڑ سکتا، یہ آلہ خاص ہندوستان کی ایجاد ہے جس کی وجہ سے اس کا نام دائرہ ہندیہ رکھا گیا۔

علامہ ریاضی بہاء الدین محمد عاملی اپنی کتاب "تشریح الافلاک" میں اسطرلاب والا طریقہ بتا کر لکھتے ہیں :۔

"طريق آخر اسهل من الاول تاخذ يوم كون الشمس فی احد الجزئين السابقين (ای ثامنة الجوزاء او الثالثة والعشرين من السرطان) لكل خمس عشر درجة من التفاوت بين الطولين ساعة ولكل درجة اربع دقائق فاذا مضى من نصف النهار بقدر ما معك من الساعات والدقائق ان زاد طول البلد او بقی له بقدره ان نقص فظل المقياس ح خط سمت القبلة وهی على خلاف جهة الظل "

علامہ عصمت اللہ اسکی شرح میں اسکی وجہ بیان فرماتے ہیں :۔

"وذلك لان دائرة الارتفاع تمر حينئذٍ بسمت راس مكة

ایضاً والظل یکون فی سطحہا فخط الظل ھو خط سمت القبلۃ
فما یحاذی احد طرفی ھذا الخط من اجزاء الدائرۃ الھندیۃ
یکون نقطۃ سمت القبلۃ "

سمت قبلہ معلوم کرنے کا ایک اور آسان طریقہ | یہ تو مشرقی صاحب کو سمت قبلہ کے معلوم کرنے کے آلات کا پتہ بتاتا تھا اب عام مسلمانوں کے لئے سمت قبلہ نکالنے کی سہل ترین ترکیب لکھتا ہوں۔ ۲۹ مئی اور ۱۴ جولائی کی تاریخوں میں اپنے شہر اور مکہ معظمہ میں جتنے گھنٹہ اور منٹ کا فرق ہو نصف النہار کے بعد اُتنے گھنٹہ اور منٹ پر کسی عمود یا پایہ کا سایہ دیکھیں یا خود سیدھے دھوپ میں کھڑے ہو جائیں اُس وقت کا سایہ ٹھیک سمت قبلہ کو بتائے گا، مکہ معظمہ اور کسی شہر کے وقت میں گھنٹہ اور منٹ کا فرق اس طرح معلوم ہو سکتا ہے کہ اطلس کے آخر میں شہروں کا طول وعرض دیا ہوتا ہے اُس سے مکہ معظمہ اور اوس شہر کا طول معلوم کر کے چھوٹے کو بڑے سے تفریق کریں حاصل تفریق کو چار میں ضرب دیکر ساٹھ پر تقسیم کریں اس سے گھنٹہ منٹ معلوم ہو جائیگا۔

کاش مشرقی صاحب لاہور کی مساجد کو کم از کم اسی قاعدہ سے دیکھنے کے بعد اُنکی سمت قبلہ کے غلط ہونیکا حکم لگاتے۔

آگے چل کر ارشاد ہوتا ہے۔

"میں چاہتا ہوں کہ ہندوستان کے سب نمازی مسلمان اگر اپنی نمازوں کو بارگاہ خداوندی میں پھر قبول کرانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے اپنے غلط قبلوں کو اس صحیح نقشہ سے درست کر لیں جو میں نے الاصلاح میں دیا ہے، یا اس سے بہتر نقشہ سے درست کر لیں غلط قبلوں والی مسجدوں پر آلات رصدیہ کے ذریعہ سے صحیح قبلوں کے نشان از سر نو لگوائیں حتی الوسع پرانی مسجدوں میں جن کے قبلے یقیناً درست ہوں گے اپنی نمازیں علی الخصوص جمعہ کی نماز ادا کریں"

نماز کی قبولیت اور عدم قبولیت اور چیز ہے اور شرائط و ارکان کے مطابق ہونا اور چیز ٹھیک سمت قبلہ پر نہ ہونے سے عدم قبولیت کا حکم لگانا ہرگز صحیح نہیں۔

مشرقی صاحب کے نقشہ کی غلطیاں الاصلاح کے نقشوں سے قبلوں کی درستی کی بھی ایک ہی کہی آپ حکم تو تمام ہندوستان کے مسلمانوں کو دے رہے ہیں اور نقشے میں صرف چند جگہوں کے نام دیے ہیں اور وہ بھی غلط، مثلاً پٹنہ کا طول ۸۵ ہے آپ کے نقشہ میں ۹۰ درجہ سے بھی پورب یعنی ۹۲ درجہ ہے اور عرض ۲۵ درجہ ہے مگر آپ کے نقشہ میں خط سرطان کے قریب یعنی ۲۳ درجہ ہے، اولاً تو یہ قاعدہ ہی غلط ہے۔ اگر قاعدہ صحیح بھی ہو تو مشرقی صاحب کے نقشہ میں ایسی فاش غلطیاں ہیں کہ اُن پر بنیاد رکھنا کسی طرح صحیح نہیں، اگر صحیح نقشہ بھی دستیاب ہو جائے تو اس میں گنتی کی چند جگہوں کے سوا تمام آبادیوں کے نام نہیں ہوسکتے، پھر نقشہ میں اگر وہ جگہ جس کی سمت قبلہ معلوم کرنی ہے مل بھی گئی تو نقشہ میں مکۂ معظمہ اور اس شہر کے درمیان خط کھینچ دینے سے اس شہر کی مسجدوں کی سمت قبلہ کس طرح معلوم ہوگی، پھر سطحی خط اور ہے کروی خط اور، نقشہ میں ان دونوں شہروں کے درمیان خط ملا دینے سے اس دائرہ کے مساحت پر کس طرح ہوگا جو سمت الراس مکۂ معظمہ پر گزرتا ہوا اور افق بلد سے متقاطع ہو۔

ہزار نکتۂ باریک تر ز مو اینجاست ؞ نہ ہر کہ مو بتراشد قلندری داند

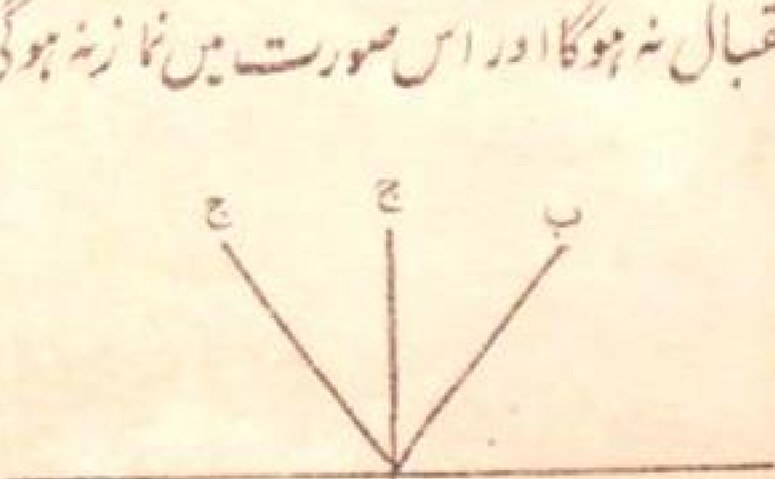
ایک پرلطف تجویز سب سے پرلطف آلات رصدیہ کے ذریعہ مسجدوں صحیح قبلوں کا نشان بنانے کی تجویز ہے، اولاً ہر مسجد کے لئے قیمتی آلات آئیں گے کہاں سے، پھر ہر جگہ کے عوام اُن کے استعمال سے واقف نہیں، مولویوں اور ملاؤں کو آپ ناواقف بتا چکے ہیں، تو کیا ہر جگہ آپ خود زحمت گوارا فرمائیں گے جن جن مسجدوں میں آپ نے نمازیں پڑھی ہیں کیا اُن کی سمت قبلہ آپ نے آلات کے ذریعہ سے درست کرائی تھی اچھرہ کی مسجد کا جہاں آپ چار سال سے مقیم ہیں اور جس میں آپ نے ہزاروں نمازیں پڑھی ہوں گی سمت قبلہ کیا ہے، نقطۂ مغرب سے کس قدر اور کس جانب انحراف ہے کبھی ایسی تجویز کا جس پر خود عمل نہ ہو پیش کرنا مضحکہ انگیز ہے

کیا مسجد کی قدامت اس کے سمت قبلہ کی صحت کی دلیل ہے مشرقی صاحب

نے لاہور کے مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ "وہ اپنی تمام نئی مسجدوں کو چھوڑ کر شاہی مسجد، سنہری مسجد اور وزیر مسجد وزیر خان میں نماز ادا کریں"

کیا مشرقی صاحب نے ان مسجدوں کی سمت قبلہ کی تحقیق کر لی ہے یا محض قدامت کی بنا پر ان کی صحت تسلیم کرتے ہیں ان کے بیان سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ قدامت کی بنا پر ان کا قبلہ صحیح سمجھتے ہیں، اس لئے کہ لاہور کی تمام مسجدوں کے سمت قبلہ سے منحرف ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔

خاتمہ مشرقی صاحب کا رسالہ "مولوی کا غلط مذہب نمبر ۹" شروع سے آخر تک بالکل غلط ہے، جو مسجدیں سمت قبلہ کے مطابق ہیں خواہ وہ نئی ہوں یا پرانی ان کی نمازوں کے سمت قبلہ کے موافق ہونے میں تو کوئی شبہ ہی نہیں، اور جن مسجدوں کے قبلے صحیح سمت میں نہیں ہیں تو اگر وہ ۴۵ درجہ کے اندر تک ہیں جب بھی نماز صحیح ہو جائے گی۔ گو ہمارے بتائے ہوئے قاعدہ کے مطابق اون کی سمت قبلہ صحیح کر لینا ضروری ہے لیکن اگر اون کی موجودہ حالت میں بھی اُن میں نمازیں پڑھی جائیں جب بھی ہو جائیں گی، سمت کعبہ کی جانب رُخ ہونے کے معنی یہ ہیں کہ رُخ کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو پس اگر کعبہ سے خفیف انحراف بھی ہو لیکن رخ کا کوئی جز کعبہ کے مواجہ میں ہو تو نماز ہو جائے گی، البتہ اگر ۴۵ درجہ سے زیادہ انحراف ہو گا تو استقبال نہ ہو گا اور اس صورت میں نماز نہ ہو گی جیسا کہ اس شکل سے واضح ہو گا،



مثلاً ا ب ایک خط ہے اس پر ک ا ح عمود ہے، فرض کیجئے کہ کعبہ معظمہ عین نقطہ ح کے محاذی ہے، دونوں قائمے ا ک ج اور ج ک ب کی تنصیف کرتے ہوئے خطوط ک س اور ک ج کھینچے تو یہ زاویے ۴۵، ۴۵ درجے کے ہوئے کیونکہ قائمہ ۹۰ درجہ کا ہوتا ہے اس شکل کے مطابق جو شخص مقام ک پر کھڑا ہے اگر نقطہ ج کی طرف

رخ کرے تو عین کعبہ کی جانب ہوگا اور اگر داہنے یا بائیں س یا ح، کی طرف جھکے تو جب تک ح س یا ج ح کے اندر ہے جہت کعبہ میں ہے" اور جب س سے بڑھ کر س ا یا ح سے گزر کر ح ب کے درمیان ہو جائے گا، تو جہت بالکل بدل جائے گی، اور نماز نہ ہوگی۔

(منقول از رسالہ معارف اعظم گڑھ بابت جنوری و فروری سنہ ۱۹۴۲ء)

تاریخ وماہ	صبح صادق	طلوع آفتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تاریخ وماہ	صبح صادق	طلوع آفتاب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۵-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵-مارچ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵-اپریل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۵-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵-مئی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵-جون	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۵-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵-جولائی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵-اگست	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۵-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۰-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۱۵-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۰-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵-ستمبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	۲۵-اکتوبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ف - اختصار اور سہولت کے لئے درمیان درمیان میں بعض تاریخیں لکھنے میں چھوڑ دی گئی ہیں۔ اُن کے وہ اوقات سمجھائیں جو ان کے اوپر نیچے کے اوقات ہیں۔ جس میں احتیاط ہو۔

[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۵ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۰ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۱۵ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۰ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
۲۵ نومبر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

نوٹ۔ اختصار اوقات کے لیے درمیان درمیان بعض تاریخیں چھوڑ دی گئی ہیں [illegible] اوقات [illegible]
جو ان کے اوپر یا نیچے کے اوقات میں سے [illegible] احتیاطاً ہو۔

فہرست بعض ان مقامات کی جہاں بہ نسبت لکھنؤ کے اوقات میں کمی زیادتی ہے

زیادتی						کمی					
مقام	منٹ	مقام	منٹ	مقام	منٹ	مقام	منٹ	مقام	منٹ	مقام	منٹ
آگرہ	۱۲	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
الموڑہ	۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
بریلی	۵	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	۱۱	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

تمت